27

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

26 محرم تا 2 صفر 1447ھ / 22 تا 28 جولائی 2025ء

اس شمارے میں

مافیاز کا راج!

امیر سے ملاقات (40)

اسرائیلی جارحیت
عالمی طاقتوں کے لیے چیلنج

علاجے نیست

عالمی امن معاہدات اور ابراہم اکارڈز

ماہِ صفر اور غلط تصورات

ابراہم اکارڈز نامنظور!

بانیٔ پاکستان قائداعظمؒ
نے اسرائیل کو مغرب کا
ناجائز بچہ قرار دیا تھا!

بیت المقدس
کی تولیت کا حق صرف
مسلمانوں کا ہے

اگر ساری دنیا بھی
ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل
کو تسلیم کر لے تو بھی پاکستان
اسے ہرگز تسلیم نہ کرے

ظالم صہیونی ریاست
کو قبول کرانے کی سازش
ابراہم اکارڈز (2)
نامنظور!

خلافت فاروقی میں عیسائیوں سے بیت المقدس کے حصول
کے وقت طے ہو گیا تھا کہ یہود کبھی یہاں آباد نہ ہوں گے۔

تنظیم اسلامی پاکستان
بانیٔ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ | امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں
کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1142

حضور ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ: قرآن کریم

سورۃ العنکبوت | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 50، 51

وَ قَالُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ اٰیٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰیٰتُ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۵۰﴾
اَوَ لَمۡ یَکۡفِہِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَرَحۡمَۃً وَّ ذِکۡرٰی لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾

آیت ۵۰: ﴿وَ قَالُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ اٰیٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ﴾ ’’اور وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں نازل کی گئیں اُن پر نشانیاں اُن کے رب کی طرف سے؟‘‘

مشرکین مکہ آئے دن یہ مطالبہ دہراتے رہتے تھے کہ اگر آپؐ نبی ہیں تو آپؐ کو معجزات کیوں نہیں دیئے گئے؟ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں بھی اُن کا یہ مطالبہ تکرار کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

﴿قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰیٰتُ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ﴾ ’’آپؐ کہیے کہ نشانیاں (نازل کرنے کے اختیارات) تو اللہ ہی کے پاس ہیں۔‘‘

﴿وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۵۰﴾﴾ ’’اور میں تو صرف واضح طور پر خبردار کرنے والا ہوں۔‘‘

آیت ۵۱: ﴿اَوَ لَمۡ یَکۡفِہِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ ؕ﴾ ’’کیا ان کے لیے یہ (نشانی) کافی نہیں کہ ہم نے آپؐ پر یہ کتاب نازل کی ہے جو اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے!‘‘

اگر یہ معجزہ کے منتظر ہیں تو انہیں قرآن جیسا عظیم الشان معجزہ کیوں نظر نہیں آتا؟ اگر کوئی شخص واقعی حق اور ہدایت کا طالب ہو تو اُس کے لیے یہی ایک معجزہ کافی ہے۔

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَرَحۡمَۃً وَّ ذِکۡرٰی لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾﴾ ’’یقیناً اس میں رحمت اور یاددہانی ہے، اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔‘‘

درس حدیث

ہوشیار اور دور اندیش انسان

عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بۡنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ رَجُلٌ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ: مَنۡ اَکۡیَسُ النَّاسِ وَاَحۡزَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ((اَکۡثَرُھُمۡ ذِکۡرًا لِلۡمَوۡتِ وَ اَکۡثَرُھُمۡ اِسۡتِعۡدَادًا اُولٰٓئِکَ الۡاَکۡیَاسُ ذَھَبُوۡا بِشَرَفِ الدُّنۡیَا وَ کَرَامَۃِ الۡاٰخِرَۃِ)) (رواہ الطبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! بتلایئے کہ آدمیوں میں کون زیادہ ہوشیار اور دور اندیش ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ’’وہ جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور موت کے لیے زیادہ سے زیادہ تیار رہتا ہے۔ جو لوگ ایسے ہیں وہی دانشمند اور ہوشیار ہیں، اُنھوں نے دنیا کی عزت بھی حاصل کی اور آخرت کا اعزاز و اکرام بھی۔‘‘

تشریح: جب یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اصل زندگی آخرت ہی کی زندگی ہے، جس کے لیے کبھی فنا نہیں، تو اس میں کیا شبہ کہ دانشمند اور دور اندیش اللہ کے وہی بندے ہیں جو ہمیشہ موت کو پیش نظر رکھ کر اس کی تیاری کرتے رہتے ہیں، اور اس کے برعکس وہ لوگ بڑے ناعاقبت اندیش ہیں، جنھیں اپنے مرنے کا تو پورا یقین ہے لیکن وہ اس سے اور اس کی تیاریوں سے غافل رہ کر دنیا کی لذتوں میں مصروف اور منہمک رہتے ہیں۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
26 محرم تا 2 صفر 1447ھ جلد 34
22 تا 28 جولائی 2025ء شمارہ 27
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر رضاء الحق
مجلس ادارت
فریداللہ مروت ● محمد رفیق چودھری
● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دارالاسلام“ ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک.......800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مافیاز کا راج!

پاکستان اس وقت ہمیشہ کی طرح مختلف النوع داخلی اور خارجی مسائل کے گرداب میں ہے۔ داخلی سطح پر سب سے بڑا اور خوفناک مسئلہ مہنگائی کا ہے۔ عوام کے ذرائع آمدن میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہو رہا جبکہ کمر توڑ مہنگائی کی وجہ سے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے جس سے عوام کے لیے جان اور جسم کا رشتہ برقرار رکھنا انتہائی مشکل ہو رہا ہے۔ اچھے بھلے گھرانے معاشی لحاظ سے پس کر رہ گئے ہیں۔ سفید پوش طبقہ یعنی مڈل کلاس تقریباً ناپید ہو چکی ہے۔ ملکی آبادی کا ایک بڑا حصہ ذرائع آمدن اور اخراجات میں توازن پیدا نہیں کر پا رہا ہے۔ یہی عدم توازن معاشرے میں جرائم میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ رشوت خوری، چوری اور ڈاکہ زنی کی وارداتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مہنگائی کی وجوہات کچھ فوری اور حکومتِ وقت کی غلط معاشی پالیسیوں کی وجہ سے ہوتی ہیں جبکہ کچھ تو ماضی میں ہونے والے واقعات سے جڑی ہوتی ہیں اور کچھ عالمی حالات و واقعات اور حکومت وقت کے عالمی سطح پر کردار سے جڑی ہوتی ہیں۔

درحقیقت موجودہ حکومت نے بھی ماضی کی حکومتوں کی طرح معاشی اور اقتصادی سطح پر ہمالائی غلطیاں کی ہیں۔ ہائبرڈ طرزِ حکومت، جو مملکت خداداد میں ایک عرصہ سے نافذ ہے، کا ایک اَن کہا اصول یہ ہے کہ سیاسی حکومتوں (ماضی اور حال) کے وزرائے خزانہ بلکہ وزرائے اعظم تک کی حیثیت کٹھ پُتلیوں سے بڑھ کر نہیں رہی۔ فیصلے کہیں اور سے آتے ہیں۔ اس طرزِ حکومت میں سیاسی حکومتوں کا کام محض اُن کو دیئے گئے فیصلوں اور پالیسیوں پر عمل درآمد کروانا ہے۔ ایس آئی ایف سی نے ابتدا میں تو خوب کارکردگی دکھائی اور میڈیا پر اس کے کارناموں کے قصیدے بھی لکھے اور پڑھے گئے۔ لیکن رفتہ رفتہ کسی بھی نظام کو کامیابی سے چلانے کا یہ آفاقی اصول کہ ”جس کا کام اُسی کو ساجھے“ غالب آتا چلا گیا۔ کشکول لیے دنیا بھر کے دورے کرنے، ملک سے سودی معیشت کے خاتمے پر توجہ دینے کی بجائے قومی اثاثہ جات کو کوڑیوں کے بھاؤ بیچنے یا گروی رکھوانے اور آئی ایم ایف سے مزید سودی قرض حاصل کرنے کے لیے سخت ترین شرائط پر معاہدے کرنے کا رجحان بڑھتا چلا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی معیشت کے کئی اشاریے گزشتہ دو سالوں میں بہتر ہوئے ہیں جس کی ایک مثال افراطِ زر میں کمی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ معیشت کی اس مشتہر بہتری کا عام عوام کی زندگی پر نہ ہونے کے برابر اثر پڑا ہے۔ پھر یہ کہ معیشت سے متعلق شماریات کا 'حُسن' یہ ہے کہ اُسے اچھا، بُرا جیسے چاہے پیش کر دو۔ صرف مخصوص اشاریے استعمال کرنے کا گُر آنا چاہیے۔

بہر حال زمینی حقیقت یہ ہے کہ غریب آدمی، جو حالیہ رپورٹس کے مطابق اب ملک کی 40 فیصد آبادی پر مشتمل ہے، آج بھی دو وقت کی روٹی کے حصول کی تگ و دو میں مصروف ہے۔ بجٹ میں تنخواہ دار طبقہ پر ٹیکسوں کی بھرمار جبکہ اشرافیہ کو ہر قسم کی چھوٹ دی گئی ہے۔ حال ہی میں ایک خبر نظروں سے گزری کہ حکومتِ پاکستان نے پانچ لاکھ ٹن چینی درآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ قارئین کو

یقیناً یاد ہوگا کہ ماضی قریب میں جب ملک چینی اور پھر گندم کے بحران کا شکار رہا تھا تو ہم نے حکومت کو یہ مشورہ دیا تھا کہ ان بنیادی ضروریاتِ زندگی کی اشیاء کی برآمد پر پابندی لگائی جائے تاکہ قیمتیں قابو میں رہیں۔ لیکن فیصلے کرنے والے 'عقلِ کل' ہیں، ملک پر مافیاز کا راج ہے اور نقار خانے میں طوطی کی کون سنتا ہے۔ کہیں لینڈ مافیا ہے تو کہیں چینی کا مافیا۔ بڑے زمیندار گندم پر سانپ بن کر بیٹھے ہیں اور آئی پی پیز آج بھی بجلی صلاحیت سے بہت کم پیدا کرنے کے باوجود پوری کپیسٹی کے مطابق قومی خزانے سے رقم بٹور رہے ہیں۔ ہر طرف نفسانفسی کا عالم ہے۔

پھر یہ کہ اس حوالے سے حکومتی سطح پر عوام سے کمیونیکیشن گیپ خوفناک حد تک بڑھ چکا ہے۔ اخبارات میں اشتہاروں کی بھرمار اور الیکٹرانک میڈیا پر مسلسل قصیدہ گوئی ایک طرف، حقیقت یہ ہے کہ وفاق اور تمام صوبوں کی سطح پر نااہل گورننس عروج پر ہے۔ بروقت صحیح فیصلے نہیں کیے جاتے اور حکومت بیرونی ممالک سے بہت سی اشیاء بروقت خریدنے میں ناکام رہتی ہے۔ بعدازاں وہی اشیاء انتہائی مہنگی خریدنا پڑتی ہیں اور پسے ہوئے عوام پر مہنگائی کا ایک اور پہاڑ گرا دیا جاتا ہے۔ حکومت سمگلنگ اور غیر قانونی کاروبار روکنے میں بھی ناکام ہے۔ پھر یہ کہ ڈیمانڈ اور سپلائی کی مؤثر نگرانی بھی نہیں کر پا رہی۔ شرح نمو اندازوں اور دعوؤں سے کم رہی اور پیٹرول، بجلی، گیس، گھی، آٹا، چینی، ادویات الغرض بنیادی انسانی ضرورت کی بہت سی اشیاء کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ جاری ہے۔ ملک کے وزیراعظم زمینی حقائق سے کوسوں دور عوام کو تصوراتی دنیا کے سہانے خواب دکھاتے نہیں تھکتے۔ ماضی میں حکمرانوں کی بدعنوانیوں پر شوروغوغا تو بہت رہا لیکن عملی طور پر کوئی نتیجہ نہ نکلا جس کی واحد ذمہ دار حکومت ہی نہیں بلکہ ملک میں اس حوالے سے رائج قوانین اور عدالتی نظام بھی ہے۔ ہماری اعلیٰ عدلیہ بھی اپنی اصلاح میں بُری طرح ناکام رہی ہے جس کا بھرپور فائدہ معاشی مجرم اور مافیاز اُٹھا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں سابقہ تمام حکمرانوں نے بلااستثناء سرکاری خزانے سے جس بے دردی سے کھلواڑ کیا، اُس نے پاکستان کو بُری طرح مقامی اور عالمی قرضوں میں جکڑ دیا ہے۔ بہرحال دگرگوں عالمی حالات اور جنگوں سے دنیا بھر میں مندی کا سماں ہے جس کے اثرات پاکستان کی معیشت پر بھی آئے ہیں۔

البتہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حال اور ماضی کی کسی حکومت نے ملکی معیشت سے سود کے خاتمہ کی کوئی کوشش نہیں کی۔ آج قرض اور سود کی ادائیگی کی مد فوجی بجٹ کے لیے مختص رقم سے کہیں آگے نکل چکی ہے اور آئندہ اس میں مزید اضافہ ہوتا نظر آ رہا ہے۔ معاشی صورتِ حال کے حوالے سے گزشتہ پون صدی کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو ایک اچھے اور غیر جانبدار تجزیہ نگار کو معلوم ہوگا کہ حالات اچھے کبھی بھی نہ تھے البتہ لیپاپوتی ہوتی رہی۔ پھر سوویت یونین کو ہر قیمت پر شکست دینے کی امریکی پالیسی نے پاکستان کی اشرافیہ کو خوب فائدہ دیا۔ لہٰذا 1960ء کی دہائی سے لے کر 1980ء کی دہائی کے اختتام تک پاکستان پر ڈالرز ہی کی نہیں گندم، خوردنی تیل اور بہت سی اشیاء ضروریہ کی لگاتار بارش برسی۔ اس دوران 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران اور پھر 1971ء میں امریکہ نے پاکستان کی طنابیں کچھ کھینچیں۔ 1971ء میں پاکستان دولخت ہوا۔ مہنگائی کا سیلاب آیا اور بھٹو نے اپنے معاشی مشیروں کی رائے کے برعکس معیشت کو قومیانے کا فیصلہ صادر کر دیا جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ پھر سوویت یونین افغانستان میں آ دھمکا۔ جتنی عیش پاکستان کی اشرافیہ نے اُس دور میں کی، نائن الیون کے بعد افغانستان پر امریکی حملے میں فرنٹ لائن اتحادی بن کر بھی نہ کی ہوگی۔ لیکن یہی عیش ہماری جڑوں میں بیٹھ گئی۔ ڈالروں کی فراوانی نے ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ مثل مشہور ہوگی کہ "AID" دراصل "AIDS" سے بدتر ہے۔

اب امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان بھارت کے تابع رہ کر چین کا محاصرہ کرنے میں اُس کی کھل کر مدد کرے اور صدر ٹرمپ کے ابراہم اکارڈز کا حصّہ بن کر اسرائیل کو تسلیم کر لے۔ پھر امریکہ سے ڈالر بارش کی صورت میں برسیں گے۔ ہمارے نزدیک ایسا کرنا اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنے والی بات ہوگی۔ امریکہ وقتی طور پر ساتھ دے گا جیسے وہ ماضی میں کرتا رہا ہے اور ہمسایہ چین جو اقتصادی جن بننے کے ساتھ ساتھ بڑی عسکری قوت بھی بن چکا ہے ہمیشہ کے لیے دشمن بن جائے گا اور بھارت کے لیے پاکستان کے حوالے سے بہترین موقعہ ہوگا کہ وہ اپنے تمام حسابات چکا لے۔ 2010ء کے بعد سے لیبیا اور شام کا حال ہم سب کے لیے سبق آموز ہونا چاہیے۔ خصوصاً شام کے حوالے سے آئندہ کسی اداریہ میں تفصیلی ذکر کریں گے۔ ان شاءاللہ!

سرکاری ذرائع کے مطابق مملکتِ خداداد پاکستان اس وقت 73.3 کھرب روپے کی مقروض ہے اور اب آئی ایم ایف کے وفود پاکستان کے مختلف اداروں کے سربراہان سے ملاقات کر کے گویا انہیں ہدایات دے رہے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد ملک وقوم کی اسلامی اساس کو بنیاد بنانے کی بجائے اشرافیہ نے لوٹ مار، کرپشن اور اقرباء پروری کو اپنا وطیرہ بنالیا۔ جب تک ہم سودی معیشت کو جاری رکھ کر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے حالتِ جنگ میں رہیں گے تو ملک کی معیشت کیسے سُدھر سکے گی؟ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ فرسودہ نظام کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جائے۔ جاگیرداری اور سرمایہ داری کے ظالمانہ نظام کے ساتھ ساتھ سود، کرپشن اور اقرباء پروری اور تمام مافیاز کا خاتمہ کیا جائے۔ پاکستان میں اسلام کے معاشی، سیاسی اور معاشرتی نظام کو قائم اور نافذ کیا جائے۔ ملک میں اسلام کا نظام عدلِ اجتماعی بتمام و بکمال نافذ ہو گا تو عوام کے بنیادی معاشی مسائل بھی حل ہوں گے اور مسلمانانِ پاکستان کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ ان شاءاللہ!

بیت المقدس ہمارا قبلہ اوّل ہے، اُس پر صہیونی قبضہ کو کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

ہمارے حکمرانوں کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ امریکہ، اسرائیل کے کہنے پر اگر ایران پر حملہ کر سکتا ہے تو پاکستان کو کیوں کر بخش دے گا،

34 مسلم ممالک کی مشترکہ فوج نہ تو غزہ میں نظر آئی اور نہ ہی اُمت کے دفاع میں، شاید یہ اس کا مقصد ہی نہیں تھا،

عالمی سطح پر جو حالات پیدا ہو چکے ہیں، وہ تیسری عالمی جنگ کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں،

تمام مکاتب فکر کے متفقہ ترجمۂ قرآن کی اشاعت اور نصاب میں شمولیت وہ عظیم کارنامہ ہے جو پاکستان کے حصے میں آیا۔ الحمدللہ

خصوصی پروگرام ''امیر سے ملاقات'' میں

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم واحباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: اس وقت دنیا کے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ باطل قوتیں تیزی سے اپنے اہداف کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ ایران کے بعد پاکستان کی باری بھی آئے گی اور اس حوالے سے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک کلپ بھی وائرل ہو رہا ہے جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ایران کے بعد پاکستان کی باری بھی آئے گی لیکن فی الحال تو ایران نے اُن کو منہ توڑ جواب دیا ہے اور وہ ایران میں اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکے۔ اس تناظر میں آپ بتائیے کہ پاکستان کی باری کی بات کس حد تک درست ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ایران نے تو ابھی ایٹمی صلاحیت کی طرف صرف پیش رفت ہی کی تھی کہ اسرائیل اور امریکہ نے اُس پر حملہ کر دیا جبکہ پاکستان تو باقاعدہ ایٹمی قوت ہے، 170 سے زائد نیوکلیئر وار ہیڈز ہمارے پاس ہیں۔ لہٰذا پاکستان تو ان کی نظر میں سب سے بڑا دشمن ہے۔ مزید برآں یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے، تمام تر کوتاہیوں کے باوجود بہرحال یہاں کے عوام میں اسلام کا درد موجود ہے۔ اس خطہ میں اسلام کے احیا کی تحریکوں کا پس منظر صدیوں پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ ہمیں عربوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے بلکہ ہمارا اصل نظریاتی دشمن پاکستان ہے۔ نیتن یاہو بار بار کہتا ہے کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اور میزائل ٹیکنالوجی ختم ہونی چاہیے۔ اسرائیل کا فطری اتحادی بھارت بھی یہی چاہتا ہے۔ ایران سے پہلے عراق اور لیبیا نے جوہری صلاحیت حاصل کرنے کی کوشش کی تو اُنہیں تباہ کر دیا گیا۔ اس لیے کہ صہیونی گریٹر اسرائیل کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں چاہتے۔ ہمارے حکمرانوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ وہ پاکستان کو کیوں کر برداشت کریں گے۔ امریکہ اگر اسرائیل کی خاطر ایران پر حملہ کر سکتا ہے تو وہ کل اسرائیل کے کہنے پر پاکستان کو معاف کر دے گا؟ ایران نے اگرچہ نقصان بھی اُٹھایا ہے لیکن اُس نے جو منہ توڑ جواب دیا ہے اور اسرائیل میں بھی عمارتیں گرتی اور ملبے کا ڈھیر بنتی ہوئی اہل غزہ نے دیکھی ہیں اور اسرائیل کا زعم ٹوٹا ہے۔ لہٰذا باقی

مرتب: محمد رفیق چودھری

امت کو بھی ہمت کرنی چاہیے اور دلیرانہ فیصلے کرنے چاہئیں۔ اگر ہم نے 34 ملکوں کی فوج بنا ڈالی تھی تو آج آگے بڑھ کر اُس میں دیگر مسلم ممالک کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ پھر ڈاکٹر صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس خطے کے مسلمانوں کا مستقبل میں اہم رول ہوگا کیونکہ احادیث میں خراسان سے اسلامی لشکروں کا ذکر ہے جو دجالی فوج کے خلاف لڑیں گے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب PIA اتحاد کی بات بھی کرتے تھے جو پاکستان، ایران اور افغانستان پر مشتمل ہو سکتا ہے اور اس میں بھی لیڈنگ رول پاکستان ادا کر سکتا ہے۔ ہمارے وزیراعظم صاحب اور فیلڈ مارشل صاحب امریکہ اور یورپ کے دورے کر سکتے ہیں تو اُنہیں مسلم ممالک کے دورے کر کے ایک اتحاد بنانے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے اُمتی کی حیثیت سے وہ کردار بھی ہمیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا ذکر احادیث میں کیا گیا ہے اور جو مستقبل میں اِس خطے کے مسلمانوں کا رول ہوگا۔ ان شاءاللہ!

سوال: 34 ملکوں کی جو فوج بنی تھی، وہ نہ غزہ میں نظر آئی اور نہ ہی کہیں اور اُمت کے لیے لڑتی ہوئی نظر آئی۔ شاید وہ بنی ہی کسی اور مقصد کے لیے تھی اور شاید وہ مقصد یہ تھا کہ اگر مسلم ممالک کے عوام امریکی مفادات کے خلاف کھڑے ہو جائیں یا اسلام کے نظام کی بات کریں تو یہ افواج اُن کے خلاف حرکت میں آ جائیں؟

امیر تنظیم اسلامی: بالکل اس کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایران کے خطرے کو بھی بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا تھا۔ بہرحال ایران سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں اور گریٹر ایران کا منصوبہ بھی اپنی جگہ رہا ہے۔ تاہم اُن کے نزدیک بڑا خطرہ یہی تھا کہ اسلامی جذبات رکھنے والے لوگ کھڑے نہ ہو جائیں اور امریکہ ناراض نہ ہو جائے۔ امریکہ کو خوش کرنے کے لیے مسلم ممالک نے اربوں ڈالرز کے تحائف ٹرمپ کو دیئے ہیں، کھربوں ڈالرز کے معاہدے کیے ہیں، لیکن پڑوس میں غزہ ہے اور وہاں بچے، بچیاں، بوڑھے، عورتیں ذبح ہو رہے ہوں اور یہ مشترکہ فوج حرکت میں نہیں آ رہی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اس فوج کے مقاصد کچھ اور تھے۔ یہ دراصل وہن کی بیماری ہے جس کا ذکر حدیث میں ہوا:

((حُبّ الدُّنْیَا وَ کَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ))

جب اُمت میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو پھر اس کا حشر بھی یہی ہوگا جو ہو رہا ہے۔

سوال: جب اسرائیل اور ایران کے درمیان سیز فائر ہوا تو اس کے بعد سے غزہ پر جو مزید قیامت ڈھائی جا رہی ہے کہ خوراک تقسیم کرنے والی این جی اوز خوراک میں زہر ملا کر اہل غزہ کو دے رہی ہیں، کیا یہ امریکہ کے قیام امن کے دعووں کے خلاف نہیں؟ اور کیا یہ بدترین ظلم نہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ انسانیت کے سب سے بڑے

دشمن یہود ہیں اور اُن کی حرکتوں سے انسانیت بھی شرما جائے گی۔ آج یہ بات سچ ثابت ہورہی ہے۔ جہاں تک ٹرمپ کی بات ہے تو ایک طرف وہ جنگیں ختم کرنے کی بات کرتا ہے اور دوسری طرف جب غزہ میں جنگ بندی کے حوالے سے قرارداد پیش ہوتی ہے تو اس کو ویٹو کر دیتا ہے۔ اب تو کھلم کھلا اہل غزہ کے انخلاء کی باتیں ہورہی ہیں، اُنہیں غزہ کو خالی کرنے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ اس ساری کذب بیانی اور شرمناک کردار سے امریکہ کا نقاب بھی اُتر چکا ہے۔ اس کے بعد بھی ہمارے حکمران اگر دھوکہ کھاتے ہیں تو یہ اُن کی بڑی نالائقی ہوگی۔

سوال: ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت دے۔ امریکہ نہیں چاہتا کہ پاکستان کو کوئی بھی عسکری فائدہ ہو، جب پاکستان ایٹمی دھماکے کرنے والا تھا تو اُس وقت بھی امریکہ نے بہت ڈرایا دھمکایا اور لالچ بھی دی۔ شاید ہمارے مقتدر حلقوں کو اس بات کا اندازہ بھی ہے یہی وجہ ہے کہ امریکہ کی مخالفت کے باوجود ہم نے جوہری صلاحیت بھی حاصل کرلی، میزائل ٹیکنالوجی بھی حاصل کرلی اور اب طیارے بھی بنانے شروع کردیئے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ مختلف پہلوؤں پر کلام کرتے ہوئے یہ ذکر بھی کرتے تھے کہ پاکستان بہرحال ایک مملکتِ خداداد ہے، اگرچہ اس کو نقصان پہنچانے والوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کی ہر مشکل وقت میں حفاظت بھی کی اور چھپڑ پھاڑ کر جوہری صلاحیت بھی دے دی اور اس کو قائم رکھا۔ شاید اس کے پس پردہ کوئی مصلحتِ خداوندی ہے۔ خراسان کے تناظر میں وہ احادیث کی روشنی میں فرماتے تھے کہ اس خطے کا اہم رول ہوگا۔ شاید اسی لیے یہ خطہ احیائے اسلام کی تحریکوں کی 400 سالہ مساعی کا امین ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران) ’’اب اُنہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔‘‘

یقیناً اس وقت تک بھی اللہ ہی نے بچا کر رکھا ہے ورنہ کہوٹہ پر حملے کے پلان اسرائیل اور بھارت مل کر بناتے رہے، دشمنوں نے مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ حالیہ پاک بھارت معرکہ میں بھی دنیا حیران ہے کہ کس طرح بھارت کو منہ کی کھانا پڑی۔ البتہ ہم کسی خوش فہمی میں نہ رہیں بلکہ اپنی حرکتوں کی طرف بھی توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ (النحل: 128) ’’یقیناً اللہ اہل تقویٰ کے ساتھ ہے۔‘‘

سرکشوں اور باغیوں کو اللہ کی مدد اور معیت حاصل نہیں ہوتی۔ لہٰذا ایک طرف اللہ کا شکر ادا کریں کہ ہماری تمام تر کوتاہیوں کے باوجود ملک کو اللہ نے محفوظ رکھا اور دوسری طرف عسکری لحاظ سے مضبوط بھی کیا۔ آج جس کے ہاتھ میں جتنا اختیار اور اقتدار ہے وہ اتنا ہی اُمت کا نمائندہ ہے اور اُمت کی اس امانت کا وہ امین بھی ہے۔ اُس کو اُتنی ہی پاکستان کی جوہری اور عسکری صلاحیت کی حفاظت کرنی

> **دورِ فتن کی اُن احادیث کو عام کرنے کی ضرورت ہے، جن میں مستقبل کے حالات اور عالمی نظامِ خلافت کے قیام کا ذکر ہے۔**

چاہیے اور اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو کسی بڑے مقصد کے تحت ہمیں عطا کیا ہے اور اس کو جتنی طاقت اور صلاحیت دی ہے وہ بھی کسی بڑے مقصد کے تحت ہے۔ مستقبل میں اس ملک سے کوئی بڑا کام بھی لیا جاسکتا ہے لہٰذا اس کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ویڈیوز ہر طبقہ کے لوگوں تک پہنچ رہی ہیں جن میں احادیث کی روشنی میں مستقبل کا منظر نامہ بیان ہوا اور لوگوں کو پتہ چلا ہے کہ اس خطے کی مستقبل کے حوالے سے کوئی اہمیت ہے یا مشرق وسطیٰ میں کیا ہونے والا ہے۔ ورنہ پہلے تو لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا۔ یہ ڈاکٹر صاحبؒ کا کتنا بڑا کام ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ڈاکٹر صاحبؒ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہمارے جو خالص دینی طبقات ہیں، جہاں مدارس بھی ہیں، فقہ کی تعلیم بھی ہے، قرآن وسنت کی تعلیم بھی ہے، وہاں بھی دورِ فتن کی ان احادیث کا اس طریقے سے مطالعہ نہیں کروایا جارہا ہے جیسا کہ وقت کا تقاضا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ دورِ فتن کے ابواب آخر میں آتے ہیں، شروع میں عقائد اور ایمانیات کا بیان آتا ہے، فقہی مسائل کا استنباط بھی کرنا پڑتا ہے لہٰذا کتاب فتن تک پہنچتے پہنچتے کافی وقت لگ جاتا ہے، اس لیے شاید ان احادیث کے مطالعے پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی جن میں غزوہ ہند کا بھی ذکر ہے، خراسان کے اسلامی لشکروں کا بھی ذکر ہے۔ اسی طرح دجال اور فتنہ دجال، حضرت مہدیؓ اور عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور پھر پورے روئے ارضی پر خلافت کے قیام کا بیان ہے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے لیا۔ اُن کی دیکھا دیکھی اب کچھ علماء نے بھی اس طرف توجہ کی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان موضوعات کو اب عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اسرائیل کا ہر شہری گریٹر اسرائیل کے جھوٹے بیانیے کو پھیلا رہا ہے تو پھر مسلمانوں کو بھی قرآن وحدیث میں بیان کیے گئے مستقبل کے حالات کا علم ہونا چاہیے۔ حالانکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارے پاس اللہ کا سچا کلام ہے اور محمد ﷺ الصادق ومصدوق ہیں، جن کی سچی پیشین گوئیاں ہمارے پاس موجود ہیں۔ لہٰذا اُمت مسلمہ کے ہر فرد کو ان کا علم ہونا چاہیے کہ بالآخر اسلام کا ہی غلبہ ہوگا اور ہر مسلمان کو اس کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔

سوال: ابراہیم اکارڈز 2 کی بحث آج کل ہمارے ملک میں بھی چھیڑ دی گئی ہے جس کا مقصد اسرائیل کو تسلیم کرنا ہے، کہا جارہا ہے کہ سعودی عرب، ترکی اور پاکستان ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کون ہمت کرکے پہلا قطرہ بنتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان اسرائیل کو کیوں تسلیم کرے کیا اس حوالے سے کوئی مثبت پہلو ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ملائشیا کے سابق وزیراعظم مہاتیر محمد سے بھی ایک انٹرویو میں سوال پوچھا گیا تھا کہ آپ اسرائیل کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ اُنہوں نے بھی وہی جواب دیا جو قائداعظم کا مؤقف تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے، اُس نے ناجائز طور پر فلسطین پر قبضہ کیا ہے۔ قائداعظم کے اسی موقف پر شروع دن سے پاکستان کی پالیسی ہے کہ وہ کبھی اسرائیل کو تسلیم نہیں کرے گا۔ قیام پاکستان کے بعد جب لیاقت علی خان وزیراعظم پاکستان کی حیثیت سے امریکہ گئے تھے تو اُن کو یہودیوں نے پیشکش کی تھی کہ اگر پاکستان، اسرائیل کو تسلیم کرلے تو اس کو دولت سے مالا مال کر دیا جائے گا۔ لیاقت علی خان نے تاریخی جواب دیا تھا کہ: "Gentlemen! Our souls are not for sale." بیت المقدس ہمارا قبلہ اول ہے، اس پر قبضہ کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ پھر یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ کی معراج بیت المقدس سے ہوئی۔ اسی طرح بیت المقدس کا چارج عیسائی پادریوں نے خود خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے حوالے کیا۔ عیسائی پادریوں نے یہ کام پُرامن طور پر کیا کیونکہ ان کی مذہبی

کتب میں اس کی بشارت موجود تھی۔انہوں نے معاہدے میں شرط رکھی تھی کہ یہودیوں کو یہاں آباد نہیں کیا جائے گا۔صہیونیوں نے تو دھونس، دھاندلی اور بدمعاشی کے ذریعے فلسطین پر قبضہ کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہود کو مغضوب علیہم قرار دیا ہے ۔ ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم یہ پڑھتے ہیں تو پھر کیسے اس کے خلاف عمل کر سکتے ہیں۔اسی طرح قرآن مجید میں تقریباً 150 آیات میں بنی اسرائیل کے جرائم کو اللہ تعالیٰ نے بیان کرتے ہوئے اُن کو سخت چارج شیٹ کیا ہے ۔ اسی لیے ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ اگر ساری دنیا بھی اسرائیل کو تسلیم کرلے تو پاکستان کو پھر بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اسرائیل کا علاج پاکستان ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج پیدا کیا ہے اور پاکستان تو اسرائیل سے پہلے بنا ہے۔ اگر آج اسرائیل کو تسلیم کرتے ہیں تو کل گریٹر اسرائیل کے راستے میں رکاوٹ کیسے بنیں گے۔امریکہ، اسرائیل اور انڈیا پر مشتمل شیطانی مثلث کیا پاکستان کو بھول جائے گی؟ اللہ تعالیٰ نے تو پہلے سے ہی بتا دیا تھا:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾ (المائدہ:82)

''تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور اُن کو جو مشرک ہیں۔'' آج یہود و ہنود کا یہ گٹھ جوڑ کھل کر سامنے آگیا ہے۔

سوال: نریندر مودی تقریباً 7 بار کہہ چکا ہے کہ سندور 2 لازماً ہوگا۔کیا بھارت پھر سے پاکستان پر حملے کی تیاری کر رہا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: پہلی بات یہ ہے کہ ہندو بنیا کبھی بھی پاکستان کا وجود تسلیم نہیں کرے گا۔ اس کا دل پاکستان کے خلاف نفرت سے بھرا ہوا ہے۔حالیہ آپریشن سندور میں بھارت کی جو سبکی ہوئی ہے اور جو ایران کے ہاتھوں اسرائیل کی حالت ہوئی ہے، اس کے بعد یہود و ہنود دونوں ابلیسی بھائی جنونی ہو چکے ہیں۔ پھر یہ کہ اکتوبر میں بھارت کے صوبہ بہار میں الیکشن ہونے والے ہیں اور مودی کی نفسیات میں شامل ہے کہ الیکشن سے پہلے وہ پاکستان کے خلاف کوئی نہ کوئی حرکت ضرور کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے ذمہ داروں کی طرف سے بھی بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم کسی بھی ممکنہ حملے کے لیے تیار ہیں۔آج کے دور میں جنگ صرف اسلحہ بارود سے ہی نہیں لڑی جاتی بلکہ نفسیاتی جنگ بھی لڑی جاتی ہے۔ پاکستان میں فرقہ واریت اور دہشت گردی کا معاملہ بھی چلتا رہا ہے، سیاسی عدم استحکام کا معاملہ بھی ہے۔اس محاذ سے بھی حملہ ہو سکتا ہے۔پھر یہ کہ عالمی سطح پر جو حالات پیدا ہو چکے ہیں وہ تیسری عالمی جنگ کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں۔حق و باطل کا معرکہ اپنی انتہا پر پہنچنے والا ہے اور اس حوالے سے قرآن کی پیشین گوئی واضح ہے کہ یہود و ہنود تمہارے دشمن نمبر 1 ہوں گے۔آج پاکستان کے خلاف جو بیان نیتن یاہو کا ہوتا ہے وہی نریندر مودی کا بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنی تیاری پوری رکھنی چاہیے اور اندرونی طور

> **روس نے افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کرلیا ہے۔ ہمارے لیے شرم کا مقام ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کہلاتے ہوئے بھی برادر اسلامی ملک کی حکومت کو تسلیم کرنے سے عاری ہیں۔**

پر اپنے آپ کو مضبوط کرنا چاہیے ۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بہت پہلے یہ تجویز دی تھی کہ پاکستان کو کسی ایسی ایٹمی طاقت سے اتحاد کرنا چاہیے جو عالمی استعماری شکنجے سے باہر ہو۔ برسوں بعد آج یہ سن کر عجیب لگتا ہے کہ اس وقت ڈاکٹر صاحبؒ کے ذہن میں یہ بات کیسے آئی تھی۔ آج ہمیں واقعی امریکہ جیسے دوست نما دشمن کے نرغے سے نکلنے کے لیے چین کے ساتھ اتحاد کی ضرورت ہے ۔ یہ وقتی طور پر دشمنوں کے گھیراؤ سے نکلنے کا ایک موثر طریقہ ہے لیکن ہمارا اصل ہدف امت مسلمہ کی سطح پر متحد ہونا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ہم پاکستان، ایران اور افغانستان کا اتحاد بھی بنا سکتے ہیں۔تازہ خبر یہ ہے کہ روس نے بھی افغان حکومت کو تسلیم کرلیا ہے۔ ہمارے لیے شرم کا مقام ہے کہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی ایک مسلم حکومت کو تسلیم کرنے سے عاری ہیں۔ان کے وزیر خارجہ کو استنبول میں کانفرنس میں بلایا گیا وہاں اُس نے پشتو میں تقریر کی۔ ساری دنیا اگر افغان طالبان سے اپنے تعلقات بڑھا رہی ہے تو ہماری حکومت کو کیا مسئلہ ہے۔

سوال: حکومتِ پاکستان کا موقف ہے کہ افغانستان میں دہشت گردوں کے اڈے ہیں ،افغان حکومت کو چاہیے کہ ان کو ختم کرے ۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پاک افغان تعلقات کی بحالی میں واحد رکاوٹ یہی رہ گئی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: افغان طالبان کے موجودہ امیر کی جانب سے باقاعدہ حکم جاری ہوا ہے کہ افغانستان کی سرزمین سے پاکستان میں دہشت گردی نہیں ہونی چاہیے۔ ملا عمرؒ نے بھی اس کی حوصلہ شکنی کی تھی اور ان کے دور میں پاکستان کے ساتھ تعلقات اچھے رہے تھے۔ اسی طرح آج بھی اگر دونوں حکومتیں آپس میں مل کر کام کریں اور اپنے عوام کی بھی ذہن سازی کریں تو امن قائم ہو سکتا ہے اور تعلقات بہت بہتر ہو سکتے ہیں ۔ دہشت گردی نہ پاکستان کے مفاد میں ہے اور نہ ہی افغانستان کے مفاد میں ہے۔ دونوں ممالک کے مذہبی طبقات کو بھی مل کر مستقبل کے منظر نامے کے مطابق تیاری کرنی چاہیے جس کا ذکر احادیث میں ہوا ہے۔یہی خطہ وہ خراسان ہے جہاں سے احادیث کے مطابق اسلامی لشکر نکلیں گے اور یروشلم میں جا کر دجالی افواج کے خلاف لڑیں گے۔ پاکستان کا پہلا جرم یہ ہے کہ ہم نے اپنے ہاں شریعت کو نافذ نہیں کیا حالانکہ ہم نے پاکستان کو اسلام کے نام پر قائم کیا تھا۔افغان طالبان نے اپنے ملک میں شریعت نافذ کی ہے جو کہ دجالی قوتوں کو برداشت نہیں ہو رہی ہے اور وہ نہیں چاہتیں کہ پاکستان میں بھی شریعت کی جانب پیش رفت ہو۔لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ دونوں ممالک اور ان کے عوام کو متحد ہو کر اسلام کے مکمل نفاذ کی جانب پیش رفت کرنا چاہیے۔

سوال: قرآن مجید کا جو نیا ترجمہ شائع ہوا ہے جس پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں وہ کس ادارے نے تیار کیا ہے اور کس نام سے شائع ہوا ہے؟ (حافظ عبداللہ)

امیر تنظیم اسلامی: جس ادارے نے یہ ترجمہ شائع کروایا ہے اس کا نام علم فاؤنڈیشن ہے ۔ یہ ادارہ کراچی کے مخیر حضرات نے مل کر 2009ء میں قائم کیا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ سکولوں کی تعلیم کو بہتر بنایا جائے ۔ خاص طور پر دینی اعتبار سے بہتر چیزیں نصاب میں شامل ہوں۔الحمدللہ، میں بھی اس ادارے سے منسلک تھا اور اس کار خیر میں میرا بھی حصہ تھا۔ تنظیم اسلامی میں سورۃ المائدہ کی اس آیت کی روشنی میں ایک اصول طے ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠﴾ (المائدۃ:2)

''اور تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں تعاون مت کرو''

تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ایک طرف ہم نے قرآن حکیم کی دعوت کو عام کیا اور دوسری طرف

"علم فاؤنڈیشن" سے تعاون کر کے قرآن مجید کے متفقہ ترجمہ میں پیش رفت کی۔ اس ادارے کے تحت ہم نے 70 قسم کے تراجم (جن میں اہل تشیع کا ترجمہ بھی شامل ہے) کو سامنے رکھ کر اور عربی اسلوب کا بھی لحاظ رکھتے ہوئے ایک متفقہ ترجمہ کیا۔ 2018ء میں جب بلیغ الرحمان وفاقی وزیر تعلیم تھے اور بعد میں پنجاب کے گورنر بھی رہے، انہوں نے اس ترجمے کا خیر مقدم کیا اور مدارس کے پانچ بڑے وفاقوں (دیو بندی، بریلوی، اہل حدیث، جماعت اسلامی اور اہل تشیع) سے ایک ایک عالم لے کر ایک کمیٹی تشکیل دی، میں بھی علم فاؤنڈیشن کی جانب سے اس کا ممبر تھا۔ وفاقی وزارت تعلیم کے کنویئنر بھی اس میں شامل ہوئے اور ان سات افراد پر مشتمل کمیٹی نے 3 سال تک ایک ایک لفظ پر بحث کرنے کے بعد 28 جنوری 2020ء کو مجوزہ ترجمے پر اتفاق کر لیا اور تین صفحات پر مشتمل ایک خط بھی ساتھ لگایا جس پر ہر ممبر نے لکھا تھا کہ ہم نے کن کن باتوں کا خیال رکھا تا کہ اُمت میں تفرقہ پیدا نہ ہو۔ اس متفقہ نصاب میں صرف ترجمہ ہی شامل نہیں ہے بلکہ سورتوں کا تعارف بھی ہے، پیغمبروں کے واقعات، مختصر تشریح، مورل لیسنز اور ایکسر سائز بھی ہیں۔ سب پر علماء کا اتفاق ہوا۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہوا ہے جس کی مثال پاکستان کی پوری تاریخ بلکہ شاید دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

سوال: گویا اس ترجمہ میں اُمت کے دو بڑے گروہوں (سنی اور شیعہ) کے فقہی یا فکری اختلافات کو ٹچ نہیں کیا گیا؟

امیر تنظیم اسلامی: اس وقت الحمد للہ 1 کروڑ 30 لاکھ سے زائد طلبہ وطالبات کے ہاتھ میں یہ متفقہ ترجمہ موجود ہے۔ سب سے پہلے خیبر پختونخوا حکومت نے اس ترجمہ کو نصاب میں شامل کیا، اس کے بعد وفاق نے اور پھر حکومتِ پنجاب نے بھی شامل کر لیا۔ نویں سے 12 ویں جماعت تک 50 نمبر کا لازمی پیپر قرآن پاک کے ترجمے کا ہو رہا ہے۔ ترجمے کا 75 فیصد اس میں شامل ہے۔ چھٹی جماعت سے لے کر آٹھویں تک باقی شامل ہے۔ باقی صوبوں میں بھی ان شاء اللہ پیش رفت ہوگی۔ پاکستان میں 8 کروڑ بچہ اس وقت اسکولوں میں ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ اگر یہ بچے اس ترجمے کا مطالعہ کر لیں تو کم از کم ملحد نہیں ہوں گے۔ کم از کم بنیادی اخلاقیات کا سبق تو انہیں مل رہا ہے۔ اسیر مالٹا مولانا شیخ الہند نے فرمایا تھا کہ میں نے جیل کی تنہائیوں میں امت کے زوال پر غور کیا تو دو بنیادی سبب معلوم ہوئے۔ فرقہ واریت اور دوسرا قرآن مجید سے دوری۔ انہوں نے فرمایا: میں نے تہیہ کیا کہ آزاد ہونے کے بعد بچوں کے لیے ناظرہ قرآن کا انتظام کروں گا اور بڑوں کے لیے عوامی درسِ قرآن کا اہتمام کروں گا۔ الحمد للہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے عوامی درسِ قرآن کا یہ خواب پورا کیا۔ مفتی محمد شفیعؒ نے فرمایا کہ قرآن سے اگر واقعتاً تعلق ہوگا تو یہ تفرقے بھی ختم ہو جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ علم فاؤنڈیشن کا متفقہ ترجمہ قرآن بھی اسی تسلسل کا حصہ ہے اور اس خطے میں اس قدر بڑے کام کا ہونا اس بات کی مزید دلیل ہے کہ اس خطے سے اللہ نے کوئی کام لینا ہے۔

سوال: آپ امیر تنظیم اسلامی ہیں اور تنظیم اسلامی کی مصروفیات میں سے آپ کیسے ٹائم نکال سکتے ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: علم فاؤنڈیشن 2009ء میں قائم ہوا، اس وقت میں رفیق تنظیم تھا اور ایک یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا۔ تنظیم کے ذمہ داران سے مشاورت کے بعد میں نے یونیورسٹی میں پڑھانا چھوڑا اور علم فاؤنڈیشن میں کام شروع کیا۔ تنظیم اسلامی کی امارت کی ذمہ داری میرے کندھوں پر 2020ء میں آئی اور اس کے بعد علم فاؤنڈیشن کے ذمہ داران نے بھی مہربانی کی اور زیادہ تر کام آن لائن ہوتا ہے اور منگل کو ایک سیشن کراچی میں ہوتا ہے جس میں بالمشافہ شریک ہوتا ہوں، اسی طرح دیگر میٹنگز میں کبھی آن لائن شریک ہوتا ہوں اور کبھی فزیکلی شریک ہوتا ہوں۔

سوال: کیا کبھی ایسا موقع بھی آیا کہ کچھ لوگ اس کام کی مخالفت میں کھڑے ہوئے کہ سارے مکاتب فکر کا ایک ترجمہ کیسے ہو سکتا ہے، یہ تو کوئی اور ہی سازش ہے وغیرہ؟

امیر تنظیم اسلامی: جب بھی دین کا کوئی کام ہوتا ہے تو اس کی مخالفت ضرور ہوتی ہے کیونکہ دین کے مخالفین سے یہ برداشت نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ آپس کے فرقہ وارانہ اختلافات بھی رکاوٹ بنتے ہیں۔ جب کمیٹی تشکیل دی گئی تو پہلے اجلاس میں شدید اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا کہ ہمارے بزرگوں کے ترجمے کا کیا ہوگا؟ جواب دیا گیا کہ ہم اپنے بزرگوں کا ترجمہ خود پڑھ لیں گے لیکن 8 کروڑ بچہ جو سکولوں میں پڑھ رہا ہے وہ اگر قرآن کے ترجمہ سے محروم ہوا تو ان کے 16 کروڑ ہاتھ ہوں گے اور ہماری گردنیں ہوں گی، اگر ہم رکاوٹ بنے۔ پھر مختلف مکاتب فکر کے متشدد قسم کے لوگوں کی طرف سے بھی بات آئی کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا، اس کا مطلب ہے کہ آپ تحریف کریں گے وغیرہ۔ لیکن دلچسپ بات ہے کہ ان پانچوں مکاتب فکر کے علماء کی طرف سے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔ جب عوام کو معلوم ہوا کہ تمام مکاتب فکر نے اس پر اتفاق کر لیا تو اس کے بعد سے اعتراضات ختم ہو گئے اور اب یہ مشن کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ فتنوں کے اس دور میں جبکہ ہر طرف شیطانیت کا دور دورا ہے، دجالی فتنے عروج پر ہیں، ہمیں یاد ہے مشرف کے دور میں نصاب میں سے سورۃ توبہ، سورۃ انفال، سورۃ احزاب اور سورۃ ممتحنہ کو نکال دیا گیا تھا کیونکہ ان میں کفار اور مشرکین کے خلاف جہاد کا ذکر ہے۔ لیکن آج الحمد للہ علم فاؤنڈیشن کی کاوش سے یہ متفقہ ترجمہ پنجاب، خیبر پختونخوا اور وفاق میں پڑھایا جا رہا ہے۔ بلوچستان اور کشمیر میں بھی جلد ہی کام شروع ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ!

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم اسلامی حلقہ بہاول نگر اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی دو بیٹیوں، عمر 27 سال، تعلیم BS.IT اور عمر 25 سال، تعلیم MS.Botany، نیک سیرت، صوم وصلوٰۃ کی پابند رفیقات تنظیم اسلامی کے لیے دینی مزاج کے حامل و برسرروزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0304-8696406

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے مغفرت — اِنّا للہ وَاِنّا الیہ راجعون

☆ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دیرینہ ساتھی، امیر تنظیم اسلامی کے مشیر اور سابق ناظم اعلیٰ انجمن خدام القرآن لاہور و تنظیم اسلامی محترم قمر سعید قریشی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-4590090

☆ منفرد اسرہ کوٹ ادو کے مبتدی رفیق جناب سید عبدالروف شاہ وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0348-7009327

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے جناب رفیق فرمان علی کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-1271631

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

پاکستان نظریۂ اسلام کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا اور اُس کا تقاضا ہے کہ اسرائیل کو کبھی بھی تسلیم نہ کیا جائے، قرآن وحدیث میں واضح رہنمائی ہے کہ یہود و نصاریٰ کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہوسکتے: رضاء الحق

پاکستان، ترکی اور ایران متفقہ طور پر اسرائیل کے خلاف موقف اپنائیں تو وہ غزہ کے حوالے سے عالمی طاقتوں کا فیصلہ تبدیل کرواسکتے ہیں اور غزہ میں نسل کشی رُک سکتی ہے: توصیف احمد خان

”اسرائیلی جارحیت عالمی طاقتوں کے لیے چیلنج“

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد باجوہ

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: اسرائیل غزہ میں فلسطینی مسلمانوں کی نسل کُشی جاری رکھے ہوئے ہے جبکہ دوسری طرف مسلم ممالک کے بعض حکمرانوں کے بیانات میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حوالے سے کچھ نرم گوشہ محسوس ہوتا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ نرم گوشہ عوام میں بھی ہے یا یہ صرف حکمرانوں کا ہی خاصہ ہے؟

رضاء الحق: غزہ کے مسلمانوں کی نسل کشی کا یہ سلسلہ 7 اکتوبر 2023ء سے بھی پہلے کا ہے۔ 2006ء میں حماس نے الیکشن جیتا اور اسماعیل ہنیہ غزہ کے وزیر اعظم منتخب ہوئے لیکن اسرائیل نے ایک دن کے لیے بھی انہیں تسلیم نہیں کیا۔ اس وقت سے لے کر 7 اکتوبر 2023ء تک اسرائیل غزہ پر 15 بڑے حملے کر چکا تھا جن میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ 7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے اب تک 22 ماہ ہو چکے ہیں اور اس دوران غزہ کے مسلمانوں کی مسلسل نسل کشی ہو رہی ہے جسے دنیا میں لائیو دکھایا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ عالمی عدالت انصاف نے بھی نیتن یاہو کو نسل کشی کا مرتکب اور مجرم قرار دیا۔ فرانسسکو البنیز ی نے بھی یہ معاملہ اُٹھایا ہے اور امریکہ میں اُس پر اینٹی سمٹ ازم کا الزام لگا کر بلیک لسٹ کر دیا گیا ہے۔ وہ یہودی جو ہولوکاسٹ اور اینٹی سمٹ ازم کا غوغا کرتے ہیں آج وہی غزہ میں نسل کشی کے مرتکب ہیں۔ غزہ پر مسلسل بمباری کر کے نہ کوئی گھر چھوڑا، نہ کوئی ہسپتال اور سکول چھوڑا، یہاں تک کہ پناہ گزین کیمپوں پر بھی بمباری کر کے مسلمانوں کی نسل کشی کی جا رہی ہے۔ 90 فیصد غزہ تباہ ہو چکا ہے، 60 ہزار سے زائد مسلمان شہید ہو چکے ہیں اور 1 لاکھ سے زائد زخمی اور معذور ہیں۔ ٹرمپ کے امریکی صدر بننے کے بعد یہ معاملہ مزید سنگین صورتحال اختیار کر چکا ہے۔ جنوری میں ٹرمپ نے جو معاہدہ کروایا تھا اس کے تحت انسانی بنیادوں پر امداد اور تعمیر نو کے لیے بھاری مشینری کو غزہ میں جانے کی اجازت دی گئی تھی لیکن اسرائیل نے نہ صرف بھاری مشینری کو جانے سے روکا بلکہ غذائی امداد میں بھی رکاوٹیں کھڑی کیں۔ یہاں تک کہ آٹے کے صرف دو یا چار ٹرکس کو جانے دیا جاتا ہے اور جب نہتے مسلمان آٹے کے لیے لائنوں میں لگے ہوتے ہیں تو اسرائیل فوجی سنائپر ان پر فائرنگ کرتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق اب تک صرف پانی حاصل کرتے ہوئے 700 بچے شہید ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف مسلم حکمرانوں کا طرزِ عمل یہ ہے کہ اُن میں سے بعض نے اسرائیل کو تسلیم کیا ہوا ہے۔ اگر 7 اکتوبر کا واقعہ نہ ہوتا تو اب تک باقی بھی کئی مسلم ممالک اسرائیل کو ابراہم اکارڈز کے تحت تسلیم کر چکے ہوتے لیکن 7 اکتوبر کے واقعہ نے عوام کو اسرائیل سے اس قدر متنفر کر دیا کہ مسلم حکمران اس کو نظر انداز کر کے اسرائیل کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ عوام تو کبھی بھی اسرائیل کو تسلیم نہیں کریں گے لیکن مسلم ممالک میں عوام کی سنی نہیں جاتی۔ اس وجہ سے دوبارہ اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔

سوال: اسرائیل اہل غزہ کے لیے امدادی سامان جانے کی جو اجازت دیتا ہے اسے بھی جنگی حکمت عملی کے لیے استعمال کرتا ہے۔ جیسے ہی اہل غزہ امداد لینے کے لیے جمع ہوتے ہیں تو اسرائیل اُن پر فائر کھول دیتا ہے۔ اسی طرح ایک بچے پر فائر کر کے اس کو شہید کیا گیا اور بتایا گیا کہ لواحقین کو میت واپس کی جائے گی۔ جب لواحقین میت لے کر اس کے گرد جمع ہوئے تو لاش میں چھپائے گئے بم کو بلاسٹ کر دیا گیا اور لواحقین سمیت بہت سے لوگ بھی شہید ہو گئے۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ عالمی طاقتیں اسرائیل کے خلاف ایک موقف اپنائیں اور اس کے خلاف کوئی ٹھوس اقدامات کریں؟

توصیف احمد خان: عالمی طاقتوں نے تو اپنا موقف اپنایا ہوا ہے۔ یہی برطانیہ، امریکہ اور دیگر عالمی طاقتیں یہودیوں کو فلسطین میں بسانے والی ہیں اور نکبہ جیسے واقعات کے ذریعے وہاں سے زبردستی مسلمانوں کو نکالنے اور اسرائیل کو تسلیم کروانے والی ہیں۔ اصل میں موقف اپنانے کی ضرورت تو مسلم ممالک کو ہے۔ اب غزہ میں نکبہ 2 ہو رہا ہے۔ وہ غزہ کو خالی کروانا چاہتے ہیں۔ اہل غزہ کی نسل کشی کے حوالے سے تمام صہیونی آپس میں متفق ہیں۔ صرف مسلم ممالک کو کسی فیصلے پر متفق ہونے کی ضرورت ہے۔ پاکستان، ترکی اور ایران متفقہ طور پر اسرائیل کے خلاف موقف اپنائیں تو وہ عالمی طاقتوں کا فیصلہ بھی بدل سکتے ہیں اور غزہ میں نسل کشی رُک سکتی ہے۔ فلسطینی تو 77 سال سے قربانیاں دے رہے ہیں اور اب اسرائیل ان کو مکمل طور پر ختم کرنے کے درپے ہے۔ اس کے بعد وہ گریٹر اسرائیل کی طرف بڑھتے ہوئے شام پر بھی حملہ کرے گا۔ شام کے ”دروز قبائل“ نے اسرائیل کی شہریت حاصل کر رکھی ہے اور اسرائیل ان کو 2017ء سے فی کس 100 ڈالر ماہانہ تنخواہ دے رہا ہے تاکہ وقت آنے پر وہ شام میں اسرائیل کی جنگ لڑ سکیں۔ ان کا پیشوا گولان میں بیٹھا ہوا۔ ترکیہ کی بھی شام میں پراکسی ہے۔ وہ ان سے کام کیوں نہیں لے رہا؟ صرف بیانات دینے سے تو کچھ نہیں ہوتا۔ ترکیہ، ایران اور پاکستان مل کر کوئی فیصلہ کریں اور 48 گھنٹے کا الٹی میٹم دے دیں تو اسرائیل مذاکرات کی میز پر آجائے گا ورنہ عرب ممالک تو کچھ نہیں کریں گے۔ ان کی بادشاہتیں برطانیہ اور امریکہ کے طفیل چل رہی ہیں، اس لیے وہ اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہیں۔

اردن میں 70 فیصد فلسطینی ہیں، مصر میں اخوان کی بڑی تعداد موجود ہے لیکن دونوں ممالک کی حکومتیں اسرائیل کی حفاظت کر رہی ہیں اور بدلے میں ان کو ڈیڑھ ڈیڑھ ارب ڈالرز امریکہ کی جانب سے ملتے ہیں۔ اصل میں فیصلہ مسلم ممالک نے کرنا ہے۔

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنے پہلے دور حکومت میں اسرائیل کو تسلیم کروانے کے لیے ابراہم کارڈز کے نام سے ایک منصوبہ متعارف کروایا۔ بعض مسلم ممالک نے اس ڈیل کو قبول کیا اور اسے ڈیل آف دی سینچری کا نام دیا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت بنادیا۔ اپنے حالیہ دور حکومت میں ٹرمپ نے ابراہم اکارڈز منصوبے پر دوبارہ کام شروع کیا ہے اور پاکستان، سعودی عرب اور دیگر کئی مسلم ممالک پر بھی دباؤ بڑھ رہا ہے۔ یہ بتائیے کہ امریکہ کے ابراہم اکارڈز کے پس پردہ کیا مفادات ہیں؟

رضاء الحق: اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق اسرائیل آج بھی ایک ناجائز ریاست ہے۔ اس نے فلسطین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ ابراہم اکارڈز دراصل اس ناجائز قبضے کو جائز تسلیم کروانے کا ایک منصوبہ ہے۔ 2019ء میں بحرین میں پیس ٹو پراسپیریٹی کے نام سے ایک کانفرنس ہوئی تھی جس میں 100 مسلم ممالک کے وزرائے خارجہ نے شرکت کی تھی۔ اس میں 100 صفحات پر مشتمل ایک ڈاکومنٹ ٹرمپ کی جانب سے پیش کیا گیا تھا۔ یہ ڈاکومنٹ ٹرمپ کے یہودی داماد کشنر نے تیار کیا تھا۔ پہلے مرحلے میں UAE، بحرین، عمان وغیرہ کی جانب سے اس منصوبے کی حمایت کی گئی۔ اس کے بعد سوڈان اور مراکش نے بھی تسلیم کرلیا۔ ترکی نے پہلے ہی تسلیم کیا ہوا ہے جبکہ مصر نے بھی کیمپ ڈیوڈ معاہدہ میں اسرائیل کو تسلیم کرلیا تھا۔ دراصل پیس ٹو پراسپیریٹی بھی ایک دھوکہ تھا۔ اس میں طے ہوا تھا کہ 75 فیصد مغربی کنارے کو اسرائیل میں ضم کر دیا جائے گا، باقی 25 فیصد علاقے پر فلسطینی اتھارٹی بنائی جائے گی جس کی نہ اپنی فوج ہو، نہ پولیس ہو اور نہ ہی اختیار ہو بلکہ اصل کنٹرول اسرائیل کا ہی رہے۔ اس معاہدے کے مطابق فلسطینی اتھارٹی کا دوسرا حصہ غزہ تصور کیا گیا تھا اور طے ہوا تھا کہ دونوں مسلم آبادیوں کو درمیان میں موجود اسرائیل سے نہیں گزرنے دیا جائے گا بلکہ ان کی آمدورفت کے لیے 30 کلومیٹر طویل زیرزمین سرنگ کھودی جائے گی۔ بہرحال یہ منصوبہ کامیاب نہ ہو سکا۔ دراصل اسرائیل فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہے، وہ گریٹر اسرائیل کی بات کرتا ہے اور دریائے نیل سے دریائے فرات تک کے سارے علاقے پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ عرب ممالک کے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اسرائیل کو روک سکیں۔ اگر پاکستان، ترکی، ایران اور افغانستان مل کر کوئی قدم اُٹھائیں تو رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ پاکستان ابراہم اکارڈز میں نہیں جاسکتا کیونکہ اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرے گا تو اُسے کشمیر پر بھارتی قبضے کو بھی

شام کے "دروز قبائل" نے اسرائیل کی شہریت حاصل کررکھی ہے اور اسرائیل ان کو 2017ء سے فی کس 100 ڈالر ماہانہ تنخواہ دے رہا ہے تاکہ وقت آنے پر وہ شام میں اسرائیل کی جنگ لڑسکیں۔

تسلیم کرنا پڑے گا۔ پھر یہ کہ صہیونی تحریک دراصل اپنے مسایاح کے انتظار میں ہے جو کہ دجال ہوگا۔ اس کے لیے وہ تھرڈ ٹیمپل تعمیر کرنا چاہتے ہیں تاکہ دجال وہاں سے پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔ ہینری فورڈ نے 1930ء میں کہا تھا کہ صہیونیوں کے پروٹوکولز میں جو کچھ طے ہوا تھا اس کے مطابق وہ آگے بڑھ رہے ہیں۔ دجال کی حکومت کو تسلیم کروانے کے لیے بھی ضروری ہے کہ مسلم ممالک اسرائیل کو تسلیم کرلیں۔ اسی وجہ سے مسلم ممالک پر دباؤ بڑھ رہا ہے۔

توصیف احمد خان: ابراہم ریکارڈ کو اس لیے لایا گیا ہے تاکہ مسلم ممالک نیوٹرلائز ہوجائیں اور مسئلہ فلسطین کو نظرانداز کر دیا جائے۔ اس طریقے سے وہ اسرائیل کا مشرق وسطیٰ میں تسلط قائم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ جو مرضی ہے کرتا رہے اس کے خلاف کوئی اقدام نہ کیا جائے۔ سعودی عرب پاکستان کے بغیر اسرائیل کو تسلیم نہیں کرے گا۔

سوال: اگر سعودی عرب اسرائیل کو تسلیم کرلیتا ہے تو پھر کیا پاکستان کی اتنی ضرورت رہے گی؟

توصیف احمد خان: عرب ممالک تو پہلے ہی نیوٹرلائز ہیں، وہ اندرن خانہ اسرائیل سے تعلقات بھی بڑھا رہے ہیں لیکن پاکستان کی اپنی جگہ اہمیت ہے، یہ ایک ایٹمی طاقت ہے اور عسکری لحاظ سے بھی طاقتور ہے لہٰذا اسرائیل اور امریکہ پاکستان کو جوہری لحاظ سے کسی مناسب وقت پر نیوٹرلائز کرنے کی کوشش کریں گے۔ نیتن یاہو کا بیان تھا کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ختم ہونی چاہیے بلکہ بھارت کے راستے اُس نے دومرتبہ کہوٹہ پر حملہ بھی کیا۔ اسرائیل کو اصل خطرہ پاکستان اور ایران سے ہے۔ عرب ممالک سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

سوال: زمینی حقائق یہ ہیں کہ پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت امریکہ اور چین کے درمیان سینڈوچ بن کر رہ گئی ہے، ان حالات میں آپ حکومت کو کیا مشورہ دیں گے؟

رضاء الحق: آج سے 20 سال پہلے امریکہ دنیا میں واحد بڑی طاقت تھا۔ لیکن اب چین اقتصادی اور عسکری لحاظ سے بہت بڑی طاقت بن چکا ہے۔ حالیہ پاک بھارت جنگ میں بھی امریکہ اور اسرائیل کی ٹیکنالوجی کے مقابلے میں چین کی ٹیکنالوجی کو برتری حاصل ہوئی ہے۔ دنیا نے دیکھ لیا ہے۔ اب پاکستان اور چین کے درمیان ٹیکنالوجی کے لحاظ سے تعاون پہلے سے کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ خاص طور پر ملٹری ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر کے لحاظ سے اب پاکستان امریکہ کا ماضی کی طرح محتاج نہیں رہا۔ البتہ عالمی ادارے ابھی بھی امریکہ کے کنٹرول میں ہیں۔ ہم نے اگر IMF سے قرضہ لینا ہوگا تو امریکہ سے منظوری لینا پڑے گی۔ امریکہ IMF کی شرائط کے ذریعے ہم سے مطالبات منوا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے ہم سینڈوچ تو بنے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں پاکستان کے وسیع تر مفاد میں فیصلے کرنے ہوں گے۔ دوسری طرف امریکہ اور اسرائیل بھارت کا بھی ساتھ دے رہے ہیں، کیا ان حالات میں ہمیں امریکہ پر بھروسا کرنا چاہیے؟

توصیف احمد خان: ہم نے تو امریکہ کو نہیں چھوڑا۔ ہماری اشرافیہ کی تو لائف لائن ہی امریکہ ہے۔ لیکن امریکہ نے ہمیشہ ہمیں بیچ منجدھار میں چھوڑ دیا اور کبھی ہم پر اعتماد نہیں کیا۔ دوسری طرف بھارت اسرائیل، امریکہ، فرانس وغیرہ سے اسلحہ لیتا ہے، ہم نے بھی چین سے اگر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمیں اپنے ملکی مفاد میں ہی فیصلہ کرنا چاہیے۔ چین ہمیشہ یہی کہتا ہے کہ امریکہ سے تعلق رکھیں مگر جنگ سے بچیں، ملک میں امن قائم کریں، اپنے مسائل مل بیٹھ کر حل کریں اور ترقی کے ذریعے امن اور ترقی حاصل کریں۔ اسی لیے SCO فورم کو استعمال کرتے ہوئے چین نے دومرتبہ بھارت کو تجویز دی کہ پاکستان، انڈیا، چین مل بیٹھ کر اپنے معاملات حل کریں اور مل کر ترقی کریں۔ چین کے سابق صدر ڈنگ شاؤ پنگ نے راجیو گاندھی کے دور میں بھارت کا دورہ کر کے یہ بات

بتائی تھی کہ اگلی صدی ایشیا کی صدی ہے اور انڈیا اور چین آپس میں اتحاد کر کے اور باقی چھوٹے ممالک کو بھی ساتھ ملا کر بلاک بنائیں اور مل کر ترقی کریں۔ چین اور روس اس لیے زیادہ قابل بھروسا ہیں کہ یہ اپنے اتحادی ممالک کی سکیورٹی اور ترقی کو ترجیح دیتے ہیں اور ان میں مداخلت نہیں کرتے۔ جبکہ امریکہ کے دوستوں کو خود امریکہ سے سب سے بڑھ کر خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی کی شروع دن سے یہ پالیسی ہے کہ ناجائز صیہونی ریاست کو کسی صورت تسلیم نہیں کرنا چاہیے، یہاں تک کہ باقی مسلم ممالک اگر اسرائیل کو تسلیم کرلیں تو تب بھی پاکستان کو کسی صورت میں اسرائیل کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔ تنظیم اسلامی کے اس موقف کی بنیادیں کیا ہیں؟

رضاء الحق: ڈاکٹر اسرار احمدؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر ساری دنیا بھی اسرائیل کو تسلیم کرلے تو پھر بھی پاکستان کو اسرائیل کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ پاکستان جس نظریہ کی بنیاد پر بنا ہے وہ اسلام ہے اور اسلام کا تقاضا ہے کہ اسرائیل کو کبھی بھی تسلیم نہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار یہود و نصاریٰ کو دوست (ولی) بنانے سے منع کیا ہے۔ یہاں تک کہ بالکل آغاز میں سورہ فاتحہ ہے جس کو ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں، اس میں بھی بنی اسرائیل کو مغضوب علیھم قرار دیا گیا ہے۔ احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے اس سے مراد یہود ہیں جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا۔ اس لیے کہ انہوں نے جان بوجھ کر اللہ کے راستے کو چھوڑا اور شیطان کے راستے پر چل پڑے۔ قرآن میں ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنی اولاد کو پہچانتا ہے کیونکہ پہلی آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کی بشارتیں موجود تھیں مگر اس کے باوجود انہوں نے آپ ﷺ کا انکار کیا۔ جس طرح شیطان نے اپنے تکبر اور حسد کی وجہ سے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اسی طرح یہود بھی اپنے تکبر اور حسد کی وجہ سے شیطان کے ساتھی بن گئے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾ (المائدہ:82)

”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔“

یہود اہل کتاب ہونے کے باوجود اپنے حسد اور تکبر کی وجہ سے مشرکوں سے بڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اسی طرح قرآن میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ﴾ (المائدہ: 51) ”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دلی دوست (حمایتی اور پشت پناہ) نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ یہود و نصاریٰ ہمارے کبھی دوست ہو ہی نہیں سکتے۔ ان کی دوستیاں اور ان کی خیرخواہیاں ہمیشہ مسلمانوں کے دشمنوں کے ساتھ رہیں گی۔ یہ قرآن مجید کی سچی پیشین گوئی ہے۔ آج سے

قائداعظم نے فرمایا تھا کہ جب تک ایک بھی مسلمان زندہ ہے وہ فلسطین میں یہودی ریاست کو تسلیم نہیں کرے گا۔

دو صدیاں قبل تک کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہود و نصاریٰ آپس میں کبھی دوست ہوں گے کیونکہ ان کی ہمیشہ آپس میں دشمنی رہی۔ لیکن آج قرآن کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہو رہی ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ: تم اہل عرب سے جنگ کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا، پھر تم اہل فارس سے جنگ کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا، پھر تمہاری رومیوں سے جنگ ہوگی اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا اور پھر تمہاری دجال سے جنگ ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ (صحیح بخاری)

لہٰذا قرآن و حدیث کی روشنی میں اگر ہم دیکھیں تو یہود کے ساتھ دوستی کی اجازت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بالکل نہیں ہے۔ سیاسی لحاظ سے دیکھیں تو تحریک پاکستان میں شروع سے ہی اسرائیل کی مخالفت کی گئی۔ 1919ء میں علامہ اقبال نے فلسطین میں لا کر یہودیوں کو بسانے کی برطانوی پالیسی کی مذمت کی تھی اور فرمایا تھا کہ فلسطین کو فلسطینیوں کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ پھر جب بالفور ڈکلیریشن پاس ہوا تو اس میں بھی لکھا ہوا تھا کہ فلسطین میں پہلے سے موجود مسلمانوں اور عیسائیوں کو ان کے حقوق سے محروم نہیں کیا جائے گا مگر اسرائیل نے اس کی بھی خلاف ورزی کی۔ اسی طرح قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے ایک انٹرویو میں فرمایا تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے۔ جب تک ایک بھی مسلمان زندہ ہے، وہ فلسطین میں یہودی ریاست کو تسلیم نہیں کرے گا۔

پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان جب امریکہ کے دورے پر گئے تو وہاں یہودیوں نے ان سے فرمائش کی کہ اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرلے تو اس کی معاشی ترقی کے لیے بڑی رقم دی جائے گی۔ لیاقت علی خان نے تاریخی الفاظ کہے: "Gentlemen! Our souls are not for sale." ان تاریخی حقائق کی روشنی میں پاکستان کی پالیسی پہلے دن سے ہی واضح ہے کہ کسی صورت اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ہم اخلاقی طور پر بھی دیکھیں تو اسرائیل ناجائز طور پر فلسطین پر قابض ہے۔ اگر ہم اس کو تسلیم کرلیں تو کل ہمیں کشمیر پر بھارتی قبضہ کو بھی جائز تسلیم کرنا پڑے گا۔ لہٰذا تنظیم اسلامی کا موقف واضح ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنا پاکستان کے لیے نہ تو مذہبی لحاظ سے جائز ہے اور نہ سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے اس کی کوئی گنجائش موجود ہے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت و ترجمان تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ توصیف احمد خان: معروف دانشور، کالم نگار اور وی لاگر

میزبان: وسیم احمد باجوہ: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ لاہور غربی کے دیرینہ رفیق محترم محمد بن عبد الرشید رحمانی صاحب شدید علیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

علاجِ نیست

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

آج دنیا تہذیبی اعتبار سے دیوانگی کی حدوں کو چھو رہی ہے۔ ظلم وجور جس پیمانے پر برپا ہے غزہ اس کی ہولناک مثال ہے۔ بے شمار ممالک میں (بھارت، کشمیر کی طرح) انسان بھنبھوڑے جارہے ہیں۔ دیکھ کر برداشت کرنے والے بھی کچھ کم پاگل نہیں کہ 9 ارب انسان اور ﴿اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ﴾ کا سوال چلا چلا کر پوچھتا ہے۔ ظلم کا ہاتھ توڑنے والا کوئی ایک بھی نہیں؟ یقیناً مغربی نوجوان، طلبہ بالخصوص آواز اُٹھانے کی حد تک غزہ پر دیوانہ وار متحرک رہے ہیں۔ اب بھی لندن تھرا رہا ہے مظاہرین کے قدموں تلے۔ ایڈنبرا یونیورسٹی کے میڈیکل گریجویٹ طلبہ نے اپنی سالوں کی محنت کا ثمر سمیٹنے کا دن، کانوکیشن کو فلسطین کی نذر کیا۔ جھنڈے لہراتے، کفیہ اوڑھے، نعرے لگاتے پوری انتظامیہ، مہمانوں کے سامنے سٹیج پر سے احتجاج کرتے نکل گئے۔ پروگرام درہم برہم۔ نہ مستقبل کی پرواہ، نہ ڈگریوں کا غم۔ مگر یہ اتمام حجت ہے پورے نظام کے ہلاکت خیز، بے رحم، بے انصاف ہونے پر۔ عملی تبدیلی دو سالوں میں نہ آسکی دنیا بھر کے باضمیر افراد کی کوششوں کے باوجود۔ ہر دن ظلم کی وہ تاریخ رقم ہو رہی ہے کہ جہنم کا غضبناک ہو کر دھاڑنا، شدتِ غضب سے پھٹا پڑنا سمجھ آتا ہے۔ (الملک: 8،7) حاملہ ماں کو غزہ میں شہید کرکے چاک پیٹ میں بچے کا سر قلم کرنا...... یہ امریکہ، اسرائیل اور یورپی چمکتی دمکتی دنیا کا کریہہ چہرہ ہے۔ جس فلسطینی صحافی نے یہ خبر بیان کرکے دنیائے صحافت سے سوال کیا ہے، وہ (خاکم بدہن) نشانہ قرار پائے گا! یہ ہے شاندار میڈیا کہ یہ ہولناک خبر کہیں رپورٹ نہیں ہوئی!

غزہ آزمائش کی آخری انتہاؤں پر ہے۔ اعدادو شمار، اموات کے آنکھوں میں دھول جھونکتے 60 ہزار تک سسک سسک کر پہنچے ہیں۔ ورنہ 23 لاکھ آبادی 2 سالوں میں مسلسل بمباریوں کا لقمہ بنی ہے۔ حقیقی تعداد 4 لاکھ ہے! رہے مسلمان تو وہ بھی باقی دنیا کی طرح چھٹائی، صفائی کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ ''اللہ اہل ایمان کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو۔ وہ پاک لوگوں کو ناپاک سے الگ کرکے رہے گا۔'' (آل عمران: 179) جنت کے آباد کار ہر انسانی کھیپ (Batch) میں سے چھانٹے جاتے ہیں اُن کی کارکردگی/عمل، ایمان کی بنیاد پر۔ وہ قبر میں اُتر جاتے ہیں اور بغرضِ امتحان اگلی کھیپ اُن کی جگہ لیتی ہے۔ امتحان کی نصابی کتابیں (صحائف)، اساتذہ (انبیاء ورسل) آتے رہے، اور یہ آخری نبی ﷺ کی آخری امت ہے۔ غزہ نے حق واضح کردیا۔ باضمیروں نے دنیا بھر میں لبیک کہا۔ مسلمان حسب قرآن وسنت ہوتا ہے۔ مکمل بے نیازی برتتے تو منافق۔ ہمیں اپنی فکر کرنی ہے۔ پیمانہ واضح ہے! غزہ بھوک سے ختم ہو رہا ہے۔ اب پانی پر سسکانے کی باری ہے۔ پانی کے نظام پر میزائل مار دیا۔ پانی لینے والے 40 شہید ہوگئے۔ زیادہ تر بچے تھے۔ اور چاروں طرف 2 ارب مسلمانوں کی آبادی تماش بین ہے۔ بے حس وحرکت یا در پردہ شریک جرم! پناہ بخدا! اہل غزہ کے لیے اللہ نے غزوۂ احد (پورا نبویؐ دور ہی!) کی صورت عظیم مدرسۂ تربیت عطا کیا جسے سورت آل عمران نے صبر واستقامت کے اسباق اور عظیم کرداروں کی تشکیل کا نصاب بنا دیا۔ احد واحزاب میں آزمائشوں کی شدتیں، مسلمانوں کو روم وایران کی فتوحات اور پھر، تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا، کے لائق بنا گئیں۔ ''اللہ نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ جو چیز تمھارے ہاتھ سے جاتی رہے یا جو مصیبت تم پر واقع ہو تم اس پر ملول، اندوہ زدہ نہ ہو۔ اور اللہ تمھارے سب اعمال سے باخبر ہے۔'' (آل عمران: 153)

سفر جو اپنا قدم قدم پر صعوبتوں سے بھرا ہوا ہے
یہی تو جنت کا راستہ ہے، یہی تو جنت کا راستہ ہے!

گریٹر اسرائیل کی تیاری پوری زوروشور سے جاری ہے۔ امریکہ، یورپ سرپرستِ اعلیٰ اور مسلم ممالک فدوی ہیں۔ شام بشار الاسد کے شکنجے سے تو آزاد ہوگیا ہے۔ مگر سر جھکائے بڑے عرب ممالک اور امریکہ کی معیت میں انھی کے ہم قدم ہے۔ اللہ کی امان ہو!

یہ تو جنگوں کی دنیا تھی جس میں بین الاقوامی سطح کا لینڈ مافیا، ہمہ نوع اسلحے سے لیس دندناتا پھرتا ہے۔ اخلاقی، تہذیبی، ثقافتی سطح پر بھی اسفل السافلین ہونے کی انتہا دنیا کو متعفن کررہی ہے اس کا بدترین پہلو دنیا کی قیادت، حکمران، بڑی سرمایہ دار سیاسی شخصیات کے کردار کی گراوٹ ہے۔ امریکہ کے اپسٹین سکینڈل کی شرمناک کہانیاں ایک ایکسرے ہے جس کا۔ ابلیس کے وعدے کے مطابق بدترین گناہ نہایت مزین، خوبصورت اصطلاحات میں ملفوف، میڈیا کی چکا چوند اور کالی ہمہ نوع سکرینوں سے کورونا کی طرح امڈتی وبائیں ہیں یہ۔ وہ بگاڑ جو نظر بھی نہ آئے اور اندر ہی اندر روحانی موت واقع ہو جائے۔ نہایت متعدی اخلاقی امراض جس سے آبادیوں کی آبادیاں روحانی سطح پر کھوکھلی ہو کر فنا ہو جائیں۔ سیکولرازم، لبرل ازم، روحانی نظامِ حیات نگل گیا۔ اللہ، رسول، آخرت پر ایمان نہایت دھندلا پڑ گیا یا جاتا رہا۔ مغرب کی طرح ہمارے ہاں بھی (کالی سکرینوں، سوشل میڈیا، لنڈے کا نظامِ تعلیم وتہذیب کے ہاتھوں) خاندانی نظام کمزور پڑ گیا۔ ان کی بدبودار اصطلاحوں نے محبت، ایثار، شفقت، رفاقت، تحفظ عطا کرنے والے سبھی رشتوں کو 'پدرسری، پدرشاہی نظام' کا نام دے کر باپ، بھائی، ماموں، چچا، دادا، نانا، کو جلاد صورت بنا کر نفرت بھردی۔ آزادی کی نیلم پری رنگ برنگی، حسن جوانی، خود اختیاری جیسی پرکشش پکاریں، جو ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری۔ امریکہ میں 4 لاکھ 63 ہزار لڑکیاں اور عورتیں 'ریپ' ہوئیں جنھوں نے 2024ء میں رپورٹ کیا۔ رپورٹ نہ کرنے والی تعداد مزید! (بحوالہ RAINN) نیز 20 لاکھ خواتین (گھریلو) تشدد کا شکار۔ 10 لاکھ جنسی تشدد کا شکار انگلینڈ اور ویلز میں۔ ماڈلنگ، شوبز، فیشن کی دنیا، فلمیں، ڈرامے، برانڈز میں سپر ماڈلنگ کی چکا چوند! اگر آخرت پر بات نہ بھی ہو تو صرف دنیاوی نکتۂ نگاہ سے یہ بہت تیز رفتاری سے 'ترقی'، 'مقبولیت' 'فولوورز' (کا دھوکا) لے کر آتی ہے۔ رولر کوسٹر پر چڑھی بہت کم وقتی Thrill سنسنی خیزی کے ساتھ بہت سے حادثات، ناگواریاں، چاہنے والے (بدمعاشوں کے) ہجوم، مال دولت (ہوائی حرام روزی) کی بنا پر بہت سے دھوکے اور پھر ٹائیں ٹائیں فش۔ یہ طے شدہ امر ہے کہ نارمل، باشعور، خاندانی والدین بہن بھائی اسے قبول نہیں کرتے۔ لڑکی اپنے نارمل حلقوں،

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(10 تا 16 جولائی 2025ء)

جمعرات 10 جولائی: مرکزی اسرہ کے آن لائن اجلاس کی صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 11 جولائی: تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈی ایچ اے، کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بعد نماز جمعہ حلقہ کراچی جنوبی کے دیرینہ رفیق علی رضا صاحب سے ملاقات کی۔ شام کو لاہور روانگی ہوئی۔ بعد نماز عشاء مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دیرینہ ساتھی اور تاسیسی رفیق محترم قمر سعید قریشی صاحب کا جنازہ پڑھایا اور تدفین میں شرکت کی۔

ہفتہ 12 جولائی: صبح کراچی واپسی ہوئی۔ دوپہر کو چند احباب سے ملاقات ہوئی۔ شام 4:30 بجے تا نمازِ عشاء قرآن اکیڈمی، ڈی ایچ اے، کراچی میں جاری ''مدرسین ریفریشر کورس'' میں معین موضوعات پر خطاب کیا، نیز شرکاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

بدھ 16 جولائی: دن میں شعبہ جات انگریزی، زکوٰۃ اور اوورسیز کے اجلاس کی صدارت کی۔ رات کو لاہور آمد ہوئی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ نصاب قرآنی کے حوالہ سے بھی ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی ریکارڈنگز کا اہتمام بھی ہوا۔

گوشہ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

یہاں اس بات کی صراحت بھی مفید ہوگی کہ پبلک نوٹس میں مسلم اور غیر مسلم ریاستوں کی طرف سے سرمایہ کاری کے تناظر سے متعلق جو استفسار ہے اس کے بارے میں بھی ہم سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلیٹ بینچ کے 23 دسمبر 1999ء کے فیصلہ میں مذکور گفتگو سے پوری طرح متفق ہیں اور اسی کو اختیار (adopt) کرتے ہیں۔ اس کے متعلق گفتگو اس فیصلہ کے PLD درج ذیل صفحات میں آئی ہے:

1. Judgement of Justice Khalil Ur Rehman PLD page No. 313 to 321 (publisher Shariah Academy International Islamic University, Islamabad.)
2. Judgement of Justice Mufti Muhammad Taqi Usmani Sb PLD page No 725 to 757 (Publisher: Malik Muhammad Saeed Pakistan Educational Press Lahore.)

(جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1182 دن گزر چکے!

خاندان میں اچھوت بن جاتی ہے۔ برہنگی اس راہ کے سفر کا یونیفارم ہے۔ جسے بہرطور میلی آنکھ ہی سے دیکھا جاتا ہے یا للچائی نگاہ سے۔ 'ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ'۔ احترام، تقدس، وقار، عزت جاتی رہتی ہے، 'فولونگ' بڑھ جاتی ہے خواہ آوارہ لڑکوں کا سڑکوں پر فولو/پیچھا کرنا یا سوشل میڈیا پر۔ دجالی دور کا سب سے بڑا فتنہ پیسے دولت شہرت کی چاہ ہے جو بھوکے بھیڑیوں والی تباہی لڑکیوں، لڑکوں کے ریوڑوں میں پھر رہی ہے۔ ملک میں تعلیم کا زوال، لڑکوں کی عدم سنجیدگی، غیر ذمہ داری، کند ذہنی، منشیات کی طرف جانا، بلا سبب نہیں ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک نے کہا تھا کہ اگر ایک نوجوان دس منٹ تک ایک بجی سنوری لڑکی کو دیکھتا رہے اور اس پر اس کا جسمانی ردعمل نہ ہو تو اسے ڈاکٹر کو دکھانا چاہیے۔

اسلام کے سبھی ضابطے اور قوانین خالق انسان اللہ جو العلیم، الخبیر، اللطیف، الحکیم ہے، نے بنائے ہیں۔ وہی مرد و زن کی نفسیات کا خالق ہے۔ اس نے ان کے اندر بے پناہ باہمی کشش کا ہارمونی نظام تخلیق کیا ہے۔ نظام زندگی کو زبردست ضابطوں میں جکڑا ہے تاکہ مضبوط پر سکینت، اعلیٰ کردار سازی کی فضا معاشرے کے بنیادی یونٹ 'گھر' کی بن سکے۔ مرد کو قوی محافظ، غیرت مند، صالح اور عورت کے لیے کریم و شفیق بنایا ہے جس نظام میں اسفل کردار چوہے، سانپ، بچھو کی طرح پنپنے ہی نہیں دیا جاتا۔ عورت اللہ نے انسانیت کی ماں بنائی ہے۔ (حرافہ، قتالہ، حسن بیچنے والی نہیں۔) عظمت کا مقام تو یہ ہے پہلی وحی کا عظیم ذمہ دارانہ منصب ربوجھ لے کر نبی کریم ﷺ اس پر فکر بانٹنے، راز دان بنانے، سکینت پانے سب سے پہلے خاندان، دوست، کسی مرد کے پاس نہیں، ہماری ماں سیدہ خدیجہ ؓ کے پاس گئے۔ سکینت، یقین، اعتماد سے مالا مال ہو گئے۔ یہ ہے مسلمان عورت۔ ہمارا رول ماڈل۔ اس پر بچیوں کی تربیت کیجیے۔ اللہ ہماری بیٹیوں کو ایمان کا فخر اور کردار کی پاکیزگی و مضبوطی عطا فرمائے۔ (آمین)

باقی سب بھیانک الیے ہیں اسلام سے دوری اور باپ بھائی جیسے کریم مضبوط رشتوں سے محرومی کی بنا پر! پے در پے لڑکیوں کے ہوتے المناک حادثے، نہ اُگلے بن پڑے نہ نگلے، والے واقعات! بروقت باراتیں نہ اٹھیں تو بعد از خرابیٔ بسیار جنازے اُٹھانے پڑتے ہیں۔ 17 سالہ بھی بالغ جوان لڑکی ہوتی ہے بچی نہیں جیسے میڈیا لکھتا رہا۔

خود کردہ را علاجے نیست!

عالمی امن معاہدات اور ابراہم اکارڈز

خالد نجیب خان

صدر ٹرمپ نے نیٹو کے سربراہی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ اور ایران کے تعلقات میں گزشتہ کئی عشروں سے جاری کشیدگی میں اب کمی ہوگی۔ اس کے علاوہ اُنھوں نے ایران پر امریکہ کی جانب سے عائد پابندیوں میں نرمی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ تعمیر نو کے لیے اب تہران تیل برآمد کر سکے گا اور ساتھ ہی یہ توقع بھی ظاہر کی ہے کہ ایران اور امریکہ میں مذاکرات جلد شروع ہو سکتے ہیں تاہم ایرانی جوہری پروگرام پر معاہدہ بھی زیرِ غور ہے۔ دی ہیگ میں جاری نیٹو سربراہی اجلاس کے موقع پر خطاب میں اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم ایران کو کسی صورت ایٹمی طاقت نہیں بننے دیں گے اور اگر اس نے یورینیم افزودگی کا پروگرام دوبارہ شروع کیا تو اس پر دوبارہ حملہ کریں گے۔ اور پھر چند روز بعد ہی ایران پر نئی پابندیاں بھی لگادیں اور وضاحت کی کہ یہ اقدامات ایران کی معیشت اور حزب اللہ کے مالی ڈھانچے پر دباؤ بڑھانے کی کوشش کا حصہ ہیں۔ گویا صدر ٹرمپ کے بیانات ''بیاناتِ محض'' ہی ہوتے ہیں کہ اُن پر بھروسہ نہ کریں بلکہ صرف اُن کے عمل کو دیکھیں۔

امریکی صدر کے عمل کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب سے اُنہوں نے اپنے عہدے کا حلف اُٹھایا ہے، دنیا بھر میں کہیں جنگیں شروع ہو رہی ہیں تو کہیں اعلان جنگ بندی ہو رہا ہے، حالانکہ اُنہوں نے تو حلف اُٹھانے سے پہلے بلکہ اپنی انتخابی مہم کے دوران ہی یہ کہا تھا ''سب سے پہلے امریکہ'' یعنی امریکہ اب کسی دوسرے ملک میں مداخلت نہیں کرے گا تو دنیا والے انگشت بدنداں رہ گئے کہ امریکہ اب اگر دنیا کے ممالک کے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا تو پھر کیا کرے گا؟

امریکی صدر کے حلف اُٹھانے سے پہلے اہل غزہ اور اسرائیل کے درمیان عارضی جنگ بندی کا معاہدہ ہوا تو دنیا بھر میں خوشی کی لہر پھیل گئی اور توقع ہوئی کہ نئے امریکی صدر کے عہدہ پر براجمان ہونے سے پہلے ہی اتنا بڑی کامیابی مل گئی تو بعد میں کیا کچھ نہیں ہوگا۔ اسی دوران میں روس، یوکرین کی جنگ کا موضوع زیر بحث آ گیا تو آ گئی کہ اسرائیل نے غزہ امن معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اہل غزہ پر بدترین بمباری دوبارہ شروع کر دی ہے اور اس سے متعلق خبریں آج تک آ رہی ہیں۔ جبکہ دوسری طرف غزہ میں ایک اور جنگ بندی کے معاہدے کی بھی گونج تو سنائی دے رہی ہے مگر آثار تا حال کہیں نظر نہیں آ رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا والے حیران ہیں کہ یہ کیسا امن ہے کہ غزہ میں امن کے متلاشی محض ایک کلو آٹے کے حصول کے لیے اپنی جانیں دے رہے ہیں اور آٹا بھی وہ کہ جس میں ایسا کیمیائی مواد شامل کر دیا گیا ہے کہ اُس کے کھانے والے کے اندر وہ کیمیائی تبدیلیاں پیدا ہو جائیں کہ وہ ماضی میں اپنی کی گئی ساری جدوجہد کو بے کار خیال کرنے لگے یا پھر کچھ دنوں میں خودبخود جان جانِ آفریں کے سپرد کر دے۔

بہرحال امن کی تلاش میں اہل غزہ پر بڑھتے ہوئے مظالم کے پیش نظر جب پاکستان کی تمام دینی جماعتوں نے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے کا فتویٰ دیا تو پاکستان کو مصروف کرنے کے لیے بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا مگر پاکستان کی جوابی کارروائی سے بھارت بھی بوکھلا گیا اور چند گھنٹوں میں ہی ٹرمپ صاحب کی معرفت جنگ بندی کا اعلان کر دیا گیا اور فروغِ امن کا کریڈٹ صدر ٹرمپ کو مل گیا جس پر تحفظات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ایک حلقے کا خیال ہے کہ جس نے امن کرایا ہے اُس کو اس کا کریڈٹ دے دیا جائے تو حرج کیا ہے (بشرطیکہ امن ہوا ہو) پاکستان کا دعویٰ ہے کہ یہ جنگ اُس نے نا صرف جیت لی ہے بلکہ بھارت سے 1971ء کی جنگ کا بدلہ بھی لے لیا ہے اور اسی وجہ سے اُس نے اپنے آرمی چیف کو فیلڈ مارشل کا اعزاز بھی دے دیا ہے جبکہ دوسری طرف ایک حلقے کا خیال ہے کہ آپریشن ''بنیانٌ مرصوص'' اور ''آپریشن سندور'' میں بھارت کا فوجی نقصان پاکستان سے زیادہ ہوا ہے اور بھارت کا موقف ہے کہ وہ تازہ دم ہو کر پاکستان پر پھر حملہ کرے گا اس لیے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ پاکستان نے جنگ جیت لی ہے یا 1971ء کی جنگ کا بدلہ لے لیا ہے۔

حالیہ جنگ بندی کے فوراً بعد پاکستان اور بھارت نے الگ الگ وفود امریکہ اور یورپ میں بھیجے تاکہ دنیا کو اپنا اپنا کیس بیان کریں۔ پاکستانی وفد نے اپنا پیغام صدر ٹرمپ تک پہنچاتے ہوئے کہا کہ وہ بھارت اور پاکستان کے درمیان مصالحت کرا کے اپنا کردار ادا کریں جبکہ بھارتی وزیراعظم نے امریکی صدر کی مداخلت قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ بھارت تازہ دم ہو کر نئے حملوں کی منصوبہ بندی کر رہا ہے تو پاکستان بھی یقیناً اس وقت فارغ تو نہیں بیٹھا ہوا وہ بھی کچھ نہ کچھ کر ہی رہا ہے جس کا اظہار یقیناً وقت آنے پر ہو ہی جائے گا۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسے امن کہا جاسکتا ہے؟

پاک بھارت جنگ ختم یا عارضی طور پر بند ہونے کے چند دنوں کے بعد ہی اس خطے میں اسرائیل نے ایران پر حملے کیے جس میں اُس کی اعلیٰ فوجی قیادت جاں بحق ہوئی۔ جس کے بعد ایران نے اسرائیل کے ساتھ تقریباً وہ سلوک کیا جو چند روز پہلے پاکستان بھارت کے ساتھ کر چکا تھا اور آخر کار امریکہ اور اُس کے ایجنٹ اسرائیل کو جنگ بندی کا اعلان کرنا پڑا جسے ایران نے اس شرط پر قبول کر لیا کہ ''آئندہ شرارت نہیں کرنا''۔ مگر ''امن کے پیامبر'' کی خواہش ہے کہ ایران اور پاکستان دونوں ہی ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل سے تعلقات قائم کرنے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ ایران کی موجودہ حکومت تو اس حوالے سے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کر رہی جبکہ ہمارے اعلیٰ حکومتی عہدیدار ابراہم اکارڈز کا حصہ بننے کے لیے ہلکے پھلکے اشارے یا ٹیسٹر دینا شروع ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اس طرح کی کمپین کی جاتی رہی ہے جسے عوام نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا تھا کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے قیام پاکستان کے فوراً بعد یہ کہا تھا کہ ''اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے'' اور پاکستان کبھی اسرائیل کو تسلیم نہیں کرے گا جبکہ گزشتہ چند سالوں سے یہاں پر چند لوگ ہلکی پھلکی موسیقی میں اسرائیل سے دوستی کا راگ الاپتے رہتے ہیں جس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ پاکستان کے 25 کروڑ عوام کو یہ موسیقی پسند ہے۔ پاکستان کے پہلے وزیراعظم شہید ملت لیاقت علی خان سے دورۂ امریکہ کے دوران ایک یہودی میزبان نے کہا کہ پاکستان ایک نوزائیدہ ریاست ہے، اگر وہ اسرائیل کو تسلیم

کرلے تو اُس کے لیے خزانوں کے منہ کھول دیئے جائیں گے تو اُنہوں نے صاف انکار کر دیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ایران پر حالیہ دباؤ صرف اسی لیے ہے کہ وہ اسرائیل کے لیے کوئی خطرہ نہ بنے اور اسرائیل کی بدمعاشیوں کو دیکھ کر اندھا ہی بن جائے۔ خدانخواستہ ایران کا وجود ختم ہوتا ہے یا وہاں پر رجیم چینج ہوتی ہے تو اس کا اگلا ہدف یقیناً پاکستان ہے، جس کا اظہار وہ کئی مرتبہ کر چکا ہے۔ گویا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسرائیل کا اصل ہدف پاکستان ہے جبکہ ایران، عراق اور دیگر کئی مسلم ممالک تو سنگ میل ہی ہیں۔ اس وقت عالمی امن کی خاطر ایران کا ایک معمولی شرط پر جنگ بندی پر راضی ہونا یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ اُس نے امریکہ اور اسرائیل پر یہ واضح کر دیا ہے کہ اب اگر کوئی شرارت ہوئی تو کم از کم اسرائیل تو ایسا مزہ ضرور چکھ لے گا کہ وہ اُس کا ذائقہ بتانے کے قابل نہیں ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ غزہ میں اسرائیل کو جتنی بھی ہزیمت اُٹھانا پڑی ہے، اُس میں ایران کا بڑا ہاتھ رہا ہے، یہ ہاتھ قانونی طور پر تو یقیناً کسی کو نظر نہیں آیا مگر اِس حقیقت سے انکار بھی ممکن نہیں ہے۔

اِس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ خطے میں دو مسلم ممالک اپنے پڑوسی ہنود اور یہود سے جنگ جیت چکے ہیں اور افغانستان تو پہلے ہی امریکہ اور روس کو شکست دے چکا ہے، ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ یہ تینوں ممالک مل کر پہلے مرحلے میں بیت المقدس کی آزادی اور عالم اسلام کی رہنمائی کے لیے کسی پلیٹ فارم پر جمع ہوں اور دین کی سربلندی کے لیے کوئی لائحہ عمل طے کریں اور اگلے مرحلے میں ماضی قریب اور دور میں شکست خوردہ مسلم ممالک کو مثلاً سعودی عرب، عراق، ترکیہ، مصر، شام، لیبیا وغیرہ کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔

مگر یہ اُسی وقت ممکن ہے جب اِن تمام ممالک میں عوام کو اصل حقائق کا علم ہوگا۔ بڑی بدقسمتی تو یہ ہے کہ اب جنگوں میں اسلحہ اور بارود کے استعمال سے پہلے ہی میڈیا کے ذریعے پروپیگنڈا کر کے عوام کے دلوں میں دشمن کی دھاک بٹھا دی جاتی ہے اور جب دشمن حملہ کرتا ہے تو اُسے کامیابی حاصل کرنے میں زیادہ توانائی صرف نہیں کرنا پڑتی۔ گویا اُنہیں اپنے دوست اور دشمن کی پہچان ہی نہیں رہتی، انہیں جس طرف بھی ہانک دیا جائے، چل پڑتے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں ابراہیم اکارڈز پر دستخط کرنے کے حوالے سے میڈیا پر بات چیت جاری ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پاکستانی عوام کبھی اپنے فلسطینی بھائیوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ پاکستان میں ابراہیم اکارڈز کی حمایت میں بات کرنے والے حکومتی اور غیر حکومتی افراد کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے معمولی مفاد کی خاطر کم از کم اپنے دین سے تو غداری نہ کریں۔ خدانخواستہ اگر ان کا یہ منصوبہ کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر......؟؟؟

❁❁❁

پریس ریلیز 18 جولائی 2025ء

سوشل میڈیا پر توہینِ رسالت و مقدسات کے کیس میں عدالت کا صرف ایک فریق کو سن کر جلد بازی میں فیصلہ سنا دینا انتہائی تشویشناک ہے۔

شجاع الدین شیخ

سوشل میڈیا پر توہینِ رسالت و مقدسات کے کیس میں عدالت کا صرف ایک فریق کو سن کر جلد بازی میں فیصلہ سنا دینا انتہائی تشویشناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ آمدہ اطلاعات کے مطابق سماجی رابطے کی ویب سائٹس پر کچھ لوگ جعلی اکاؤنٹس بنا کر بدترین توہینِ رسالت و مقدسات کے مرتکب ہو رہے تھے اور گستاخانہ مواد شیئر کر رہے تھے، جن میں سے توہین کے مرتکب 700 سے زائد ملزمان کو ایف آئی اے، پی ٹی اے، قرآن بورڈ اور چند افراد کی انفرادی کوششوں اور شکایات پر تحقیقات کے بعد اُن کا تعاقب کر کے جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا۔ اطلاعات کے مطابق توہینِ رسالت و مقدسات کے مرتکب ان ملزمان کے خلاف ناقابلِ تردید ثبوت بھی اکٹھے کر لیے گئے تھے۔ گرفتاریوں کے لیے تحقیقاتی ایجنسیوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے ان میں سے بعض افراد کی گرفتاری کے لیے ضابطے کے مطابق پوشیدہ ذرائع بھی استعمال کیے، جس پر پاکستان کے سیکولر، لبرل طبقہ نے سوشل میڈیا پر شور مچا دیا اور ایسے ہی چند نام نہاد آزاد خیال وکلاء نے گرفتاریوں کے اس عمل کو مشکوک اور خلافِ قانون ثابت کرنے کے لیے گرفتار شدہ افراد میں سے 14 کی گرفتاری کو اسلام آباد ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ عدالت کی تقریباً 20 دن کی کارروائی براہ راست دکھائی گئی جس میں گرفتار شدہ توہینِ رسالت و مقدسات کے مرتکب افراد کی گرفتاری کو چیلنج کرنے والے وکلاء کو دلائل دینے کے لیے 18 دن دیئے گئے لیکن جب مدعیان علیہ کے وکلاء کے دلائل دینے کی باری آئی اور انہوں نے مدعیان کے دلائل کو رد کرنا شروع کیا تو عدالت نے فوراً اس کارروائی کو روک کر معاملے کی مزید تفتیش کے لیے کمیشن بنانے کا حکم جاری کر دیا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ عدالت نے 18 دن تک مدعیان کو اس قدر فحش اور گستاخانہ مواد کی تشہیر کی اجازت کیسے دے دی؟ پھر یہ کہ آمدہ اطلاعات کے مطابق خفیہ اور پوشیدہ گرفتاریاں، ضابطہ کار اور قانون کے عین مطابق کی گئیں اور پاکستان سمیت دنیا بھر میں خطرناک مجرموں کو اُن کے منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے ان ذرائع کا استعمال کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اطلاعات کے مطابق توہینِ رسالت و مقدسات میں ملوث اِن افراد کی گرفتاریوں کو غیر قانونی قرار دینے کے لیے عدالت میں کوئی دستاویزی ثبوت پیش نہ کیا گیا۔ عدالت اگر کمیشن کی بجائے پارلیمانی کمیٹی یا ٹرائیبونل بنانے کا حکم جاری کر دیتی تو ملزمان کے خلاف تحقیقات میں اگر کوئی جھول موجود تھا تو وہ بھی سامنے آ جاتا اور انہیں ضمانت حاصل کرنے کا بھی موقع نہ ملتا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں توہینِ رسالت کے مرتکب کسی ایک سزا یافتہ مجرم کی سزا پر بھی آج تک عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ 295 سی کو ختم کرنے اور مقدسات کے خلاف بدزبانی اور فحش کلامی کو عام کرنے کی ایک اور مذموم کوشش جاری ہے، جس میں بھارت اور دیگر اسلام دشمن قوتیں بھی ملوث ہو سکتی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ گستاخی کے مرتکب افراد کا جرم ثابت ہونے پر اُن کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ اسی طرح اُن کے پشت پناہوں اور مقدسات کی اس بدترین گستاخی اور فحاشی کی تشہیر کرنے والوں کو بھی قانون اپنی گرفت میں لے کر اُن کو سخت سزا دے تاکہ شیطنت کے اس راستے پر روک لگائی جا سکے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر متعلقہ فورم پر ایسے واقعات کی روک تھام نہیں کی جاتی اور مقدسات کی گستاخی کرنے والوں کی سزا پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا تو عوام میں شدید اضطراب پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جس سے لوگ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے سکتے ہیں جس سے ملک میں انتشار پیدا ہوگا اور ملکی سالمیت بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ حکومت، مقتدر حلقوں، دینی و سیاسی جماعتوں اور عوام الناس کا فرض بنتا ہے کہ وہ مقدسات کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کریں اور مملکتِ خداداد پاکستان میں ناموسِ رسالت ﷺ پر پہرا دیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ماہِ صفر اور غلط تصورات

عابدہ قاسم

صفر اسلامی کیلنڈر کا دوسرا مہینہ ہے۔ اسلام سے پہلے اسے منحوس سمجھا جاتا تھا لیکن مسلمان اسے صفر الخیر یا صفر المظفر (کامیابی کا مہینہ) کہتے ہیں۔ یہ مہینہ زمانہ جاہلیت میں منحوس، آسمانوں سے بلائیں اترنے والا اور آفتیں نازل ہونے والا سمجھا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت کے لوگ اس ماہ میں خوشی کی تقریبات، شادی بیاہ، سفر کرنا، لین دین قائم کرنا منحوس سمجھتے تھے اور قابل افسوس امر یہ ہے کہ یہی نظریہ نسل در نسل آج تک چلا آرہا ہے۔

ماہِ صفر کی وجہ تسمیہ

صفر کا لفظی مطلب ''خالی ہونا'' ہے۔ عرب زمانہ جاہلیت میں ماہِ صفر کو منحوس خیال کرتے ہوئے اسے ''صفر المکان'' یعنی گھروں کو خالی کرنے کا مہینہ کہتے تھے کیونکہ وہ تین حرمت والے مہینوں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم کے بعد اس مہینے میں گھروں کو خالی کر کے لڑائی اور قتل وقتال کے لیے میدانِ جنگ کی طرف نکل پڑتے تھے جنگ وجدال اور قتل وقتال کی وجہ سے بے شمار انسان قتل ہوتے، گھر ویران ہوتے اور وادیاں برباد ہو جاتیں۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد دوم، ص:604)

عربوں نے اس ویرانی اور بربادی کی اصل وجہ کی طرف توجہ دینے اور اس سے کنارہ کشی کی بجائے اس ماہ کو ہی منحوس، بلاؤں اور مصیبتوں کا مہینہ قرار دے دیا۔

دورِ جاہلیت میں ماہِ صفر کے متعلق نظریات

عربوں کے ہاں ماہِ صفر میں دو بڑی برائیاں تھیں:

1۔ ماہِ صفر کو اپنی جگہ سے آگے پیچھے کرنا

مشرکین حرمت والے مہینے کو موخر کرتے رہتے تھے۔ محرم حرمت والا مہینہ تھا اس میں قتال حرام تھا مشرکین عرب لوٹ مار اور قتل و غارت کرنے والے لوگ تھے۔ ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم یہ تینوں متواتر حرمت والے مہینے تھے۔ ان تین مہینوں میں قتال سے صبر کرنا مشرکینِ عرب کے لیے بہت مشکل اور دشوار تھا انہیں جب محرم کے مہینے میں کسی سے لڑنے کی ضرورت پیش آتی تو وہ محرم کے مہینہ کو موخر قرار دے دیتے اور صفر کے مہینہ کو محرم قرار دیتے اور اصل محرم کے مہینہ میں قتال کرتے۔ اسی طرح وہ ہر سال محرم کے مہینہ کو ایک ماہ موخر کرتے رہتے حتیٰ کہ جس سال نبی کریم ﷺ نے حج کیا، اس سال گیارہ مرتبہ محرم کا مہینہ موخر ہو کر اپنی اصل ہیئت پر آچکا ہے جس ہیت پر وہ اس وقت تھا جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔

(سعیدی، تبیان القرآن، جلد:5، ص:133)

2۔ ماہِ صفر کو منحوس سمجھنا

مشرکین ماہِ صفر کو منحوس خیال کرتے تھے لڑائی اور قتل وغارت کی وجہ سے ان کے گھر خالی ہو جاتے تھے اور مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تو بجائے اس کے کہ وہ اپنے اعمال درست کرتے وہ ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے۔

3۔ ماہِ صفر قرآن وحدیث کی روشنی میں

قرآن کی روشنی میں:

﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾﴾ (النساء) ''(اے مسلمان!) تجھے جو بھلائی بھی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے پہنچتی ہے' اور جو مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ خود تیرے نفس کی طرف سے ہے۔ اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کو تو لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہ کے طور پر۔''

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾﴾ (التوبۃ) ''بے شک اللہ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے' اللہ کے قانون میں' جس دن سے اس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو' ان میں سے چار مہینے محترم ہیں۔ یہی ہے سیدھا دین' تو ان کے معاملے میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو' اور مشرکین سے سب مل کر جنگ کرو جیسے وہ سب اکٹھے ہو کر تم سے جنگ کرتے ہیں' اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔''

حدیث مبارکہ کی روشنی میں

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ بد شگونی ہے، نہ صفر اور اُلو (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے۔'' (صحیح البخاری)

ایک اعرابی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر کیا وجہ ہے کہ اونٹ ریگستان میں ہرنوں کی طرح پھر رہے ہوتے ہیں پھر ان میں ایک خارش زدہ اونٹ داخل ہوتا ہے اور سب کو خارش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے اونٹ میں خارش کس نے پیدا کی تھی؟'' (صحیح مسلم، جلد)

ماہِ صفر اور غلط تصورات

اس ترقی یافتہ دور میں بھی ماہِ صفر المظفر میں نحوست سے متعلق لوگوں کے غلط نظریات ختم نہیں ہوئے بلکہ جیسے ہی اس بابرکت مہینے کی آمد ہوتی ہے تو نحوست کے وہمی تصورات کے شکار بعض نادانوں کی جانب سے اس پاکیزہ مہینے سے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیوں پر مشتمل پیغامات پھیلائے جاتے ہیں اور اس ماہ کو انتہائی منحوس تصور کیا جاتا ہے۔ مولانا مفتی محمد امجد علی فرماتے ہیں کہ: ''ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ خصوصاً ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نجس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔'' (بہار شریعت)

اسلامی مہینوں کے فضائل میں شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ عوام اسے یعنی صفر کے مہینے کو بلاؤں، حادثوں اور آفتوں کے نازل ہونے کا مہینہ قرار دیتے ہیں یہ عقیدہ باطل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

ماہِ صفر میں بلائیں، آفات اترنے اور جنات کے نزول کا عقیدہ من گھڑت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر وتاثیر میں زمانے کا کوئی دخل نہیں۔ ماہِ صفر بھی دیگر مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے اگر ایک شخص اس مہینہ میں احکامِ شرع کا پابند رہتا ہے تو یہ مہینہ اس کے لیے مبارک ہے اور دوسرا شخص اس مہینہ میں گناہ کرتا ہے، حدود اللہ کو پامال کرتا ہے تو اس کی بربادی کے لیے اس کے اپنے گناہوں کی نحوست ہی کافی ہے۔

خلاصہ

جو قومیں دین فطرت اسلام سے اعراض کرتی ہیں وہ اسی قدر توہمات اور بدشگونیوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ یہ انسان کو اندر سے کمزور کر دیتی ہیں اس کے برعکس اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی ذات پر کامل و اکمل یقین انسان کو مضبوط اور مستحکم بنا دیتا ہے پھر انسان کسی دن یا مہینے کو منحوس نہیں سمجھتا بلکہ ہر خیر وشر کا اللہ کی طرف سے ہونے کا یقین رکھتا ہے۔ ❀❀❀

محترم قمر سعید قریشی بھی داغِ مفارقت دے گئے

﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴾

ایوب بیگ مرزا

تنظیم اسلامی ابھی وقار احمدؒ اور احمد حسنؒ جیسی بزرگ ہستیوں کی جدائی سے سنبھل نہ پائی تھی کہ محترم قمر سعید قریشی بھی اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

راقم نے ہی اوّل الذکر دونوں حضرات کو دعاؤں کی صورت میں ہدیہ تبریک پیش کیا تھا۔ قمر صاحب سے راقم کا تعلق خصوصی بھی تھا اور دیرینہ بھی۔ وہ تنظیم میں میرے پہلے نقیب تھے۔ دل میں جذبہ ابھرا اور خواہش پیدا ہوئی کہ اُن کی اُخروی فلاح اور سرخروئی کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں اور التجاؤں کا ڈھیر لگا دوں لیکن اپنی کم علمی کا شدت سے احساس ہوا لہٰذا اپنی وہی دعائیں دہرا دیتا ہوں جو اُن دو بزرگ شخصیات کے لیے کی تھیں۔ اللہ رب العزت آئندہ کے ہر مرحلہ پر اُن کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ اُن کی قبر کو نور سے منور کر دے، وہ قبر کے دریچوں سے جنت کا نظارہ کریں۔ اللہ اُنہیں وہ مقام عطا فرمائے جو اُس نے اپنے پسندیدہ بندوں کے لیے خاص کیا ہے۔ ان کے درجات کو بلند فرمائے، وہ جنت الفردوس کے دائمی مکین بنیں۔ اللہ اُنہیں نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے اور وہ حوضِ کوثر پر آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے سیراب ہوں۔

غالب نے جو کہا تھا حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔ ان آزاد مردوں کی فہرست میں ایک نمایاں نام قمر سعید قریشی کا بھی ہے۔ پاکستان ریلوے کے ایک آفیسر تھے، دین کی خدمت کے لیے ملازمت سے طویل رخصت لی۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے تعلق 1968ء میں ہی قائم ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے لاہور میں دروس قرآن کا سلسلہ شروع کیا تو قمر صاحبؒ ڈاکٹر صاحبؒ کو اپنے ویسپا سکوٹر کی پچھلی نشست پر بٹھا کر لاہور میں مقام بمقام درس دینے کے لیے لے جاتے۔ ایک عرصہ تک اُنہوں نے یہ ذمہ داری بحسن و خوبی نبھائی۔ رمضان المبارک میں دورۂ ترجمہ قرآن جو آج تنظیم اسلامی کی شناخت بن چکی ہے اس کا آئیڈیا محترم قمر سعید قریشی نے ہی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو دیا تھا۔ انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر انجمن اور تنظیم دونوں کو اپنی اپنی جگہ ایک عمارت سے تشبیہ دی جائے تو قمر سعید قریشی کا خون پسینہ عمارت کی بنیاد میں بھی تھا اور اُنہیں عمارت کا ستون بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

قمر صاحبؒ حقیقتاً ایک مجاہد تھے۔ دین سے عملی تعلق پیدا ہونے سے پہلے دنیوی نقطہ نظر سے بڑی شاندار بلکہ لش پش والی زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن جب قرآن قلب و ذہن میں رچ بس گیا تو پھر بہت کم لوگوں میں ایسا انقلاب آیا ہوگا جیسا قمر سعید قریشی صاحب کی زندگی میں آیا۔ یوں سمجھ لیں کہ ایک نئے اور مختلف قمر سعید قریشیؒ نے جنم لے لیا۔ اس انقلاب سے اُن کو زندگی میں کیسی کیسی دشواریاں اور مشکلات سامنے آئیں، یہ ایک طویل داستان ہے۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خود کو دین کے لیے وقف کر دیا۔ اُن کے والد جو پرانے زمانے کے MBBS ڈاکٹر تھے، اُنہیں قمر صاحبؒ کا دین کے حوالے سے یوں شب و روز جت جانا انتہا پسندی محسوس ہوا۔ اس پر اختلاف اتنا بڑھا کہ قمر صاحبؒ نے الگ رہائش اختیار کر لی۔ تب ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنے طور پر ایک رہائشی کمرے کا بندوبست کر دیا۔ قمر صاحبؒ نے بڑی تکلیف اٹھائی لیکن قمر صاحبؒ تو کشتیاں جلا کر اس مشن میں ڈاکٹر صاحبؒ کے ہمراہی بنے تھے۔ اُنہوں نے واپس مڑ کر نہ دیکھا۔ وقت گزرتا گیا حالات معمول پر آ گئے قمر صاحبؒ اپنے مشن پر رواں دواں رہے۔ محترم قمر سعید قریشیؒ نے جس عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اُس کی مثال بھی ڈھونڈے سے مشکل سے ہی ملے گی۔ سبق یاد کر کے اپنی بیٹیوں کو سنانے کے لیے دن میں کئی کئی بار اُن کے گھر جاتے۔ نفلی روزوں کا اہتمام بڑی باقاعدگی سے کرتے۔ شب گزاری کا سلسلہ طویل عرصہ سے جاری تھا۔ سماجی خدمت کے لحاظ سے بھی کبھی پیچھے نہ رہے۔ دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ اس قدر تھا کہ کبھی اس بات کو خاطر میں نہ لائے کہ یہ میرا عزیز ہے یا غیر، مالی طور پر ہی نہیں بلکہ خود کو تکلیف میں ڈال کر بھی دوسرے کی مدد سے گریز نہ کرتے۔ قصہ مختصر حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

''مغضوب علیھم'' انسانیت کے دشمن اور مسلمانوں کے قاتل یہود سے تعلقات نامنظور!

''تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔'' (سورۃ المائدۃ:82)

''ہمارا اصل دشمن پاکستان ہے۔'' (پہلا اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان، 1967ء)

''خراسان (بشمول شمالی پاکستان) سے جناب مہدی کی نصرت کے لیے نکلنے والے لشکر یہود کے خاتمہ کا باعث بنیں گے۔'' (جامع ترمذی)

''میری خواہش ہے کہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ دیئے جائیں'' (اسرائیلی وزیراعظم بنجمن نیتن یاہو، 2019ء)

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں

رجوع الی القرآن پارٹ I، II کی اختتامی تقریب 2025ء

کی مختصر روداد

مرتضیٰ احمد اعوان

رجوع الی القرآن کورس پارٹ ون اور ٹو کی اختتامی تقریب 3 جولائی 2025ء کو قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوئی جس کی صدارت صدر انجمن خدام القرآن محترم ڈاکٹر عارف رشید نے کی۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ پارٹ ون کے طالب علم حافظ اُسامہ حسن نے تلاوت کی سعادت حاصل کی ۔ پارٹ ٹو کے طالب علم ڈاکٹر انجم نذیر نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ کورسز کے کوارڈینیٹر محترم سجاد سندھو نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

استاد محترم حافظ مومن محمود نے ''علوم عالیہ کی اہمیت'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علوم عالیہ سے مراد وحی کے علم یا دین کے علم میں تبحر حاصل کرنا ہے۔ اصول فقہ اور منطق وغیرہ سب علوم عالیہ کا حصہ ہیں۔ آج ان علوم کی طرف سے توجہ ہٹ گئی ہے اور لوگوں نے سوشل میڈیا پر تین منٹ میں مجتہد بننے کا طریقہ ایجاد کرلیا ہے۔ آج جہالت پر فخر کیا جارہا ہے۔ ایسے لوگوں سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص بھی دین کو سمجھنے کا دعوے دار ہو ایسے شخص سے خبردار رہیں۔ فتنوں سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلاف کا دین اپنائیں۔ رسوخ فی الدین کے لیے علوم عالیہ کا حصول ضروری ہے۔ دین میں تفقہ کا نتیجہ انذار ہے یعنی فقیہ بن کر دوسروں میں اللہ کی خشیت پیدا کرنا ہے۔ اگر علم حاصل کرنے سے تقویٰ پیدا نہیں ہورہا تو اس علم پر سوالیہ نشان ہے۔

کوارڈینیٹر محترم سجاد سندھو نے دونوں کورسز کی سمری پیش کی ۔ انہوں نے کہا سال اول میں 49 طلبہ اور 45 طالبات نے داخلہ لیا جبکہ 25 طلبہ اور 43 طالبات نے کورس کی تکمیل کی ۔ استاد محترم مفتی ارسلان محمود نے پارٹ ون میں تجوید، حفظ اور فقہ العبادات، محترم ڈاکٹر رشید ارشد نے مطالعہ حدیث، اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام، اقبالیات اور شمائل النبی ﷺ، محترم آصف حمید نے آیات قرآنی کی ترکیب (صرفی ونحوی)، اور محترم فیاض قیوم نے عربی گرائمر، محترم مومن محمود نے قرآن مجید کی مختلف سورتوں کا ترجمہ اور مختصر صرفی ونحوی تشریح، محترم محمود حماد نے کتاب البیع، منتخب نصاب (حصہ اول تا چہارم) اور سیرت النبی ﷺ (مکمل)، استاد محترم حافظ عاطف وحید نے معاشیاتِ اسلام کی تدریس کی۔ جامعہ اشرفیہ سے فارغ التحصیل مولانا احسان صاحب نے عقیدہ ختم نبوت اور مسئلہ قادیانیت کی تدریس کی ۔ استاد محترم ثاقب احمد نے ڈاکٹر عبدالرحمٰن رافع کی کتاب ''صور من حیاۃ الصحابہ'' سے چنیدہ صحابہ اور صحابیات کے واقعات عربی ریڈر کے طور پر پڑھائے۔ جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث محترم مولانا یوسف خان نے دور فتن اور ہمارے کرنے کا کام پر لیکچرز دیئے۔

پارٹ ٹو میں 9 طلبہ نے داخلہ لیا تھا جبکہ 7 طلبہ نے کورس کی تکمیل کی۔ ڈاکٹر رشید ارشد نے عقیدہ طحاویہ اور ریاض الصالحین ودیگر، استاد محترم مومن محمود نے تفسیر القرآن (اردو اور عربی)، مفتی ارسلان محمود نے اصول الفقہ، نکاح وطلاق کے مسائل اور کاروبار سے متعلقہ مسائل واحکام، محترم ثاقب احمد نے عربی کا معلم (حصہ دوم و چہارم) اور محترم مکرم محمود نے الاربعین فی اصول الدین مقدمہ اصول التفسیر اُم البراھین، آسان منطق کی تدریس کی۔

اختتامی تقریب میں استاد محترم ڈاکٹر رشید ارشد نے تذکیر بالحدیث کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس کسی کو اسوہ بنانا ہو وہ اس کو بنائے جو فوت ہو چکا ہو کیونکہ جو زندہ ہے وہ سو فیصد فتنے سے بچا ہوا نہیں ہے۔ یعنی اصحاب رسول جو اللہ کے منتخب کردہ چنیدہ بندے ہیں ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم اور سیرت کی پیروی کرو۔ آج کے دور میں اس قول کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ آج سوشل میڈیا پر فالوورز کا تصور ہے۔ آج بہت سے لوگوں کے لیے آئمہ کی تقلید باعث عار بن گئی ہے اور وہ جہلا کو فالو کر رہے ہیں۔ حالانکہ فضیلت مطلقہ صحابہؓ کے گروہ کو حاصل ہے۔ صحابہؓ کا ایمان عین الیقین اور حق الیقین والا تھا۔ آج جہلا کی تعداد بڑھ گئی ہے ان سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ صحابہؓ کے اسوہ کی اقتدا کی جائے۔

اس کے بعد طلبہ نے اپنے تاثرات بیان کیے۔

سال اول کے طالب علم نعمان شاہد نے کہا کہ آج کا دن شکر بجا لانے کا دن ہے۔ ہمیں پہلے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے جس کی توفیق سے ہم نے یہ کورس مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کو توفیق دی کہ جنہوں نے اس دینی کورس کو شروع کیا اور بہت سے لوگوں نے اِس سے استفادہ کیا۔ آج بہت سے علماء ڈاکٹر صاحب کی فکر کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں۔

سال دوم کے طالب علم محمد یونس نے کہا کہ قرآن کی نصیحت کو حاصل کرنے کے لیے عربی زبان سیکھنی بہت ضروری ہے۔ یقیناً قرآن کی تلاوت پر اجر ملتا ہے لیکن اس کو سمجھنا انسان کی رشد وہدایت کے حصول کا باعث ہے۔ قرآن اکیڈمی تعلیم وتعلم کے مشن کو نہایت کامیابی سے آگے بڑھا رہی ہے۔ اساتذہ نے ہماری بھرپور راہنمائی فرمائی۔ انتظامیہ کی محنتیں بھی قابل ستائش ہیں۔ اللہ قبول فرمائے۔

قرآن اکیڈمی ملتان سے ایک سالہ کورس کرنے والے طالب علم محمد عثمان نے پارٹ ٹو کی تکمیل قرآن اکیڈمی لاہور سے کی۔ انہوں نے کہا کہ علم کا اصل فائدہ تب ہوتا ہے جب تعلق مع اللہ درست سمت میں ہو۔ دس ماہ پہلے اور دس ماہ کے بعد ہماری زندگیوں میں کیا تبدیلی آئی اس کا ہمیں جائزہ لینا چاہیے ۔ اس کورس سے ہمارے اندر مزید آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اساتذہ سے بہت زیادہ تحریک ملی۔

صدر انجمن خدام القرآن محترم ڈاکٹر عارف رشید نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج رجوع الی القرآن کورسز کا ۴۳ واں سیشن ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے جب میں ایم بی بی ایس سے فارغ ہوا تھا تو والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی صدا ''خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ'' پر میں نے اس کورس کی تکمیل کی تھی۔ ہم نے حافظ احمد یار صاحبؒ سے استفادہ

کیا تھا۔ اختتامی تقریب میں والد محترمؒ اکثر و بیشتر سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی 4 آیات کا ہدیہ دیا کرتے تھے۔ ان چاروں آیات کا ربط تحریک رجوع الی القرآن کی بنیاد بنتا ہے۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی سب سے اونچی صفت رحمت، دوسری آیت میں اونچا علم (قرآن کا علم)، تیسری آیت میں جملہ مخلوقات میں ٹاپ کی مخلوق انسان (مسجودِ ملائک) اور چوتھی آیت میں انسان کی سب سے اعلیٰ صلاحیت یعنی قوت بیان کا ذکر ہے۔ انسان کو حیوان ناطق اسی لیے بنایا گیا ہے کہ وہ اپنی قوت بیان کو قرآن مجید کے علم کو پھیلانے میں صرف کرے۔ انہوں نے طلبہ سے درخواست کی کہ وہ اپنے قریبی لوگوں کو بھی اس کورس میں شامل ہونے کی دعوت دیں۔

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور محترم حافظ عاطف وحید نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس کورس میں داخلہ دینا بہت بڑی ذمہ داری کی بات ہے کیونکہ لوگ دور دراز علاقوں سے اپنا وقت، مال اور دنیوی ترقی کے مواقع چھوڑ کر یہاں تشریف لاتے ہیں اور یہ چیز ہمارے لیے ایک ذمہ داری کا باعث ہوتی ہے کہ جس مقصد کے لیے یہ لوگ یہاں تشریف لائے ہیں وہ ہم کیسے پورا کروا پائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر اس میں آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اعلیٰ جذبات اور بہترین کلمات کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ میں اپنے اساتذہ کرام کا بہت ممنون احسان ہوں کہ انہوں نے جذبہ خلوص اور محنت کے ساتھ طلبہ کو پڑھایا۔ اساتذہ کی کوئی دنیوی غرض نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ کی رضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بہتر اجر عطا فرمائے۔ طلبہ اپنی دعاؤں میں اپنے اساتذہ کو یاد رکھیں۔ الحمدللہ! اس کے علاوہ جن لوگوں نے اس سسٹم کو چلانے میں معاونت کی ہے وہ بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ بہرحال یہ سب کچھ من جانب اللہ ہے۔ خاص طور پر پروفیسر حافظ قاسم رضوان صاحب جو ہاسٹل کے طلبہ کی اخلاقی تربیت کرنے میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ اگر کوئی کمی کوتاہی رہ گئی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔

ڈاکٹر ابصار احمد صاحب اور ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے طلبہ میں اسناد تقسیم کیں اور مفتی ارسلان صاحب کی دعا پر اس تقریب کا اختتام ہوا۔

❀❀❀

جاری کردہ: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نادر موقع

رجوع الی القرآن کورس

(دورانیہ 10 ماہ)

عرصہ 43 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیمی سلسلہ

تعلیمی قابلیت: کم از کم انٹرمیڈیٹ

عمر: کم از کم 22 سال

مضامینِ تدریس

پارٹ ا (سالِ اوّل) برائے مرد و خواتین

- تجوید و ناظرہ
- عربی گرائمر (صرف و نحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری و لغوی توضیحات)
- دورہ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی
- سیرت و شمائل النبی ﷺ
- مطالعہ حدیث و اصطلاحات حدیث
- فکرِ اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیات اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سال دوم) برائے مرد حضرات

- عربی زبان و ادب
- اصولِ تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصولِ حدیث
- درسِ حدیث
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (طحاویہ)
- اضافی محاضرات

☆ رجسٹریشن یکم رمضان سے شروع ہے۔ ☆ انٹرویو 01 ستمبر

آغاز کلاسز 02 ستمبر 2025ء (ان شاء اللہ)

ایام تدریس: پیر تا جمعہ

اوقات تدریس: صبح 8:15 بجے تا 01:00

نوٹ: بیرونِ لاہور رہائشی صرف مرد حضرات کے لیے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔ لہٰذا خواہشمند حضرات پہلے سے رجسٹریشن کروالیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدماتِ قرآنی کا مرکز

زیرِ انتظام: مرکزی انجمن خُدّامُ القرآن (رجسٹرڈ) لاہور

قرآن اکیڈمی 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور

email:irts@tanzeem.org

مزید تفصیلات کے لئے www.tanzeem.org

03161466611 - 04235869501-3

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.27

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore